سہ ماہی

جہان طب

جلد–۱۴ شمارہ–۳

جنوری— مارچ ۲۰۱۳ء

مدیر اعلیٰ

پروفیسر حکیم سید شاکر جمیل

ڈائرکٹر جنرل، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی

مجلس مشاورت

حکیم سیف الدین احمد

حکیم مظہر سبحان عثمانی

پروفیسر انیس احمد انصاری

پروفیسر اختر الواسع

حکیم سید غلام مہدی

پروفیسر حکیم محمد طیب

حکیم سید خلیفۃ اللہ

پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن

پروفیسر وی، ایچ طالب

حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی

مجلس ادارت

حکیم خالد محمود صدیقی، حکیم امان اللہ

معاون مدیر

حکیم وسیم احمد اعظمی

صدر دفتر

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن

۶۵–۶۱، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جنک پوری

نئی دہلی–۱۱۰۰۵۸

فون: +91-11- 28521981

+91-11- 28525982-3

+91-11- 28520846,28522524

+91-11- 28525831,52,62,83,97

+91-11- 28520501

فیکس: +91-11- 28522965

ای میل: unanimedicine@gmail.com

ویب سائٹ: http//www.ccrum.net

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن

۶۵–۶۱، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جنک پوری

نئی دہلی–۱۱۰۰۵۸

قیمت فی شمارہ : ۵۰ روپے

سالانہ زرتعاون: ۲۰۰ روپے

ناشر و طابع

ایڈمنسٹریٹیو آفیسر

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن

۶۵–۶۱، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جنک پوری

نئی دہلی–۱۱۰۰۵۸

کمپوزنگ

امجد علی کمپیوٹر سنٹر، ابوالفضل انکلیو، پارٹ - I

جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

مطبع

انڈیا آفسیٹ پریس

اے-۱، مایاپوری انڈسٹریل ایریا، فیز-۱، نئی دہلی-۱۱۰۰۶۴

ترتیب

اداریہ	مدیر اعلیٰ	۵
انار: قرآن حکیم، احادیث نبوی ﷺ اور طب قدیم وجدید کے تناظر میں	حکیم وسیم احمد اعظمی	۷
التحفۃ الحامدیۃ فی الصناعۃ التکلیسیہ : کشتہ سازی پر ایک اہم رسالہ	حکیم شمیم ارشاد اعظمی، حکیم عبدالودود	۱۷
حکیم نجم الغنی خاں رامپوری ـــ ایک ہمہ جہت شخصیت	حکیم فخر عالم	۲۳
سنگِ گردہ ومثانہ: چند معالجاتی نکتے	طبیبہ رفعت خانم، پروفیسر حکیم محمد عارف اصلاحی	۲۹
نارفارسی: طب قدیم وجدید کے حوالے سے	حکیم بلال احمد، حکیم محمد محسن، حکیم محمد یونس صدیقی، طبیبہ شگفتہ علیم	۳۳
اوزانِ ادویہ اور معمولاتِ شریفی: ایک مطالعہ	حکیم جاوید احمد خاں، حکیم منصور احمد صدیقی، حکیم تنزیل احمد، طبیبہ شگفتہ نکہت	۳۹
فقارِ پشت کے انحطاطی امراض ـــ قدیم وجدید طب کی روشنی میں	طبیبہ حمیرا بانو، حکیم مسرور علی قریشی، حکیم عرفان احمد، حکیم محمد رضا	۴۴

قوت حیوانیہ بقاء حیات کا لازمی جز۔۔۔دلائل کی روشنی میں	حکیم عابد علی انصاری، حکیم انیس احمد انصاری حکیم فواد سعید شیرانی، حکیم تنزیل احمد، طیبہ نسرین جہاں	۴۹
جذام: ایک مطالعہ	حکیم محمد زبیر، حکیم توفیق احمد، پروفیسر حکیم محمد عارف اصلاحی	۵۲
اردو شعری ادب اور مصطلحاتِ علم الادویہ	حکیم محمد ارشد جمال، حکیم شمیم ارشاد اعظمی، حکیم منصور احمد صدیقی	۵۷
تبصرہ	حکیم امان اللہ	۶۳

اداریہ

طب کا شمار فنون شریفہ میں ہوتا ہے، ابتدائی عہد میں طب کی تعلیم ہر کسی کو نہیں دی جاتی تھی، اس کا دائرۂ عمل خاندان اسقلی بیوس تک محدود تھا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ فن کہیں ان ہاتھوں تک نہ پہنچ جائے، جو اخلاقی اعتبار سے اس کے اہل نہیں ہیں، لیکن اسی خاندان کی سولہویں پشت میں بقراط پیدا ہوا، جو اپنی انتھک محنت، غیر معمولی لگن، مسلسل جدوجہد اور فکر و تحقیق سے 'ابوالطب' کہلایا۔ اس نے طب کے علم و عمل کو اس مخصوص خاندان سے نکال کر عوام الناس تک پہنچایا، اس نے اس فن میں انقلابی اور اجتہادی تبدیلیاں پیدا کیں، دراصل اس کی مشاہداتی نظر اور اس کی انسانی تحلیل نفسی کی روش نے اس پر بشری احوال اور فکریات منکشف کر دی تھیں، اسی لیے اس نے روحانیت اور صالحیت کے اس دور میں طبّی اخلاقیات کو اس فن کا لازمی جزء قرار دیا اور فن طب کے فارغین کے لیے ایک حلف نامہ یا معاہدہ تیار کیا، جس کا تصور اس عہد میں حیرت میں ڈالنے والا تھا۔ وہ حلف نامہ آج 'حلف نامۂ بقراط' کے نام سے موسوم ہے اور آج بھی فارغین طب کو دلایا جاتا ہے۔

طبّی اخلاقیات کے سلسلے میں بقراط نے جو بھی اصول و ضوابط اور وصیت مرتب کی تھی، اس کو ابن ابی اصیبعہ نے 'عیون الانباء فی طبقات الاطباء' میں بہت تفصیل سے نقل کیا ہے۔ بقراط نے جو ضابطۂ اخلاق مرتب کیا تھا، اس میں مریضوں کے حقوق کا تحفظ اور ان کی پاسداری تھی۔ اطباء کے لیے جو ضابطۂ اخلاق وضع کیے گئے تھے، ان میں بہت زیادہ بندشیں تھیں، مریض کے ذاتی معاملات کو پردۂ خفا میں رکھنا لازمی تھا۔ معالجہ میں انسانی قدروں کا احترام لازمی تھا۔ اطباء نے مریضوں کے مفادات کے تحفظ کو بعد کے ادوار میں بھی پیش نظر رکھا۔ مرض اور مریض کے احوال کو پوشیدہ رکھنا اور علاج کے سلسلہ میں مکمل دیانت، اس سے حاصل ہونے والی مرضی معلومات کو امانت تصور کرنا طبّی شعار میں شامل کیا۔

آج کا دور مسابقت اور تگ و دو کا دور ہے، مادی ہوس اور عیش و آرام کی بے انتہا خواہش نے انسان کے گرد خود پسندی اور بے مروتی کا حصار کھینچ دیا ہے اور وہ نفسانی خواہشات کی تکمیل میں شتر بے مہار کی طرح بھاگا جا رہا ہے۔ قناعت کے فلسفے سے عدم واقفیت، قلبی بے سکونی، ذہنی عدم ارتکاز، فکر و تشویش بھری مسلسل جدوجہد، روحانی اور اخلاقی اقدار سے عمداً صرف نظر اور اس پر مستزاد زندگی کے مشکل ترین ہدف کے حصول کی مسلسل کوششوں نے اس کی زندگی میں صالح فکر کے امکانات مضمحل کر دیے ہیں۔ فکر و عمل میں مثبت عناصر کا تناسب کم ہوا ہے۔ اسی لیے اب اخلاقیات کی باتیں بظاہر اپنی معنویت کھو رہی ہیں۔ ان حالات میں طبّی اخلاقیات پر بھی ضرب کاری پڑی ہے۔ آج کی حقیقت یہ ہے کہ میڈیکل سائنس کو مادی اعتبار سے ایک منفعت بھری صنعت کا مقام دے دیا گیا ہے اور مریض کو صارف [کنزیومر] تصور کیا جانے لگا ہے، طب کی تعلیم کو جاب اور پیٹنٹڈ زمرے میں شامل کر لیا گیا ہے اور دواسازی کو دنیا کے چند منتخب

بڑے کاروباروں میں شمار کیا جانے لگا ہے، ان حالات میں طبّی اخلاقیات کا پاس رکھنا کس قدر ممکن ہے، ہر صاحب معاملہ پر منکشف ہے۔

واضح رہے کہ طبّی اخلاقیات کے ضابطے کا اطلاق صرف اطباء پر ہی نہیں ہوتا، اس کا کینوس اور میدان عمل بہت وسیع ہے۔ اس کے دائرے میں صحت کی بقا سے متعلق جملہ وسائل اور ذرائع آتے ہیں۔ انسان کی جسمانی صحت، ذہنی، فکری سلامتی اور معاشی استحکام سے متعلق محکمے، دواساز ادارے اور ان کی تشہیر اور ترسیل سے متعلق تمام شعبے۔ لیکن فی زمانہ ایسا ہو نہیں رہا ہے۔

سچائی یہ ہے کہ آج کی معاشی اور اقتصادی مسابقت اور دولت حاصل کرنے کی ناروا جدوجہد سے سماجی رشتوں کا شعور مضمحل ہوا ہے، اخلاقی قدروں میں ابتذال آیا ہے، انسان اپنی فطرت سے انحراف کی راہ پر بڑی تیزی سے بھاگ رہا ہے، جس کا لازمی نتیجہ معاشی عدم تحفظ کے اندیشے، فکری انتشار اور ذہنی و جسمانی بے سکونی ہے۔ ان نامساعد حالات میں طبّی اخلاقیات کی ضرورت اور معنویت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس کے اطلاقی وسائل کی تلاش کی شدت میں اور بھی اضافہ درکار ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے، جب قناعت کے عظیم فلسفے کو عام کیا جائے، آج کی سوچ کو روحانیت کا سبق پڑھایا جائے۔ آج کی نسل کو تخلیق آدم کی رمزیت بتائی جائے۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ اس طرح کی ہماری کوششیں مثبت نتائج کی حامل ہوں گی، ایک صحت مند معاشرہ کی تشکیل اور برتر آدم کی تخلیق کی راہ ہموار ہوگی۔ اس طرح بنی نوع انسان پر اس کے وجود کی معنویت اور بھی واضح ہوگی۔

[پروفیسر حکیم سید شاکر جمیل]

مدیر اعلیٰ

انار: قرآن حکیم، احادیث نبوی ﷺ اور طب قدیم وجدید کے تناظر میں

☆حکیم وسیم احمد اعظمی

انار کا شمار دنیا کے قدیم ترین درختوں میں ہوتا ہے۔ ادیان وعقائد کی مقدس کتابوں، قرآنِ حکیم، توریت اور احادیث نبوی ﷺ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل کو اپنی صحرا نوردی کے دوران جن چیزوں کی یاد بار بار آتی تھی، ان میں انار بھی تھا۔ طبّی ادبِ عالیہ اور ویدوں کے گرنتھوں میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ طبقات الارض کے ماہرین بتاتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بھی اس پودے کی کاشت ہوتی تھی، جس کا شُہرہ فلسطین اور شام سے لبنان تک تھا۔ اسی وجہ سے وہاں کے ایک شہر کا نام 'رمان' [انار] پڑ گیا تھا۔ قدیم انسانی تہذیبوں سے بھی اس کا بڑا گہرا رشتہ تھا۔ ماہرین علم نباتات اس پودے کی تاریخ تقریباً ۳۰۰۰ سال قدیم بتاتے ہیں۔

انار کے مترادف نام:

قرآنی، نبوی، عربی	رمان
انگریزی	Pomegranate
فرانسیسی	Granade
روسی	Granat
جرمن	Granatapfel
لاطینی	Melagrana
عبرانی	Rimmo
ہسپانوی	Granada
یونانی	Rao
فارسی، اردو، ہندی، پنجابی	انار
سنسکرت، تیلگو، گجراتی	ڈاڑم
ملیالی	ماتلم
تامل	مادولائی
بنگالی	ڈالم
مرہٹی	ڈالمب
کشمیری	داون

نباتی Punica granatum Linn [Family: Punicaceae]:

ماہرین علم نباتات کی تحقیق کے مطابق انار کا اصل وطن ایران ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کاشت کیا ہوا عمدہ قسم کا انار فلسطین، شام اور لبنان کے علاقوں میں بہت عام ہو چکا تھا۔ بعض محققین کے مطابق ارمینیا اور ترکی میں اس کی کاشت کی تاریخ ۳۰۰۰ سال قدیم ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ترکی سے لے جا کر دوسرے ملکوں میں کاشت کیا گیا—اب انار کی پیداوار ترکی، عراق، آذربائیجان، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ویسٹ انڈیز، چین، جاپان، بحر روم کے ساحلی علاقوں، اسپین اور امریکہ کے گرم علاقوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ افغانستان کے

☆معاون مدیر، سہ ماہی جہان طب، نئی دہلی waazi@yahoo.com

قندھار، پاکستان کے پشاور اور ہندوستان کے شولا پور اور پونہ کے انار بہت خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔

انار کا درخت عام طور سے ۱۴ سے ۱۸ فٹ تک اونچا ہوتا ہے، لیکن ۲۵ سے ۳۰ فٹ تک اونچا ہوسکتا ہے۔ اس کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں۔ اس کے تنے کی موٹائی کم وبیش تین فٹ ہوتی ہے۔ چھال پتلی، بھوری یا زرد ہوتی ہے۔ پتّے لمبے، نوک دار اور اگلے حصہ میں کسی قدر گول اور شاخوں پر آمنے سامنے لگتے ہیں۔ موسمِ خزاں کے بعد موسمِ بہار میں نئے پتّے آتے ہیں۔ اس کے پھول نالی دار، گہرے سرخ رنگ کے ہوتے ہیں، جن میں چار پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ ویسے تو یہ پھول ہر موسم میں آتے ہیں، مگر مارچ، اپریل میں زیادہ آتے ہیں۔ اس کا پھل عام طور سے جولائی سے اگست تک آتا ہے، لیکن مختلف مقامات پر علاحدہ علاحدہ موسموں میں بھی پھولتا پھلتا ہے۔ پھل کا سائز ۵ سے ۱۵ سینٹی میٹر تک ہوتا ہے اور ایک پھل میں ۶۰۰ دانے تک ہوسکتے ہیں۔ اس میں غذائی اور دوائی دونوں خواص موجود ہیں۔ مشہور کہاوت 'ایک انار سو بیمار' اس کی خصوصیات اور امتیازات کی غماز ہے۔

قرآنِ حکیم میں انار کا ذکر:

انار [رمان] کا ذکر قرآن حکیم میں سورۂ انعام میں دو مرتبہ [آیت نمبر ۱۰۰ اور آیت نمبر ۱۴۲] اور سورۂ الرحمٰن میں ایک مرتبہ آیا ہے۔ اللہ کی اس عظیم نعمت کے سماجی، تہذیبی اور معاشرتی معانی اور انسانی تقاضوں کو ان آیات میں واضح کیا گیا ہے اور خلقِ خدا سے اعترافِ نعمت اور تشکر وامتنان کی عادت ڈالنے کی تاکید کی گئی ہے۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں انار کا ذکر:

احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی انار [رمان] کی افادیت کا ذکر ملتا ہے۔ محدثین نے اس سلسلے میں متعدد احادیث نقل کی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے انار کے بارے میں دریافت کیا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''کوئی ایسا انار نہیں ہوتا، جس میں جنت کے اناروں کا دانہ شامل نہ ہو۔''[۱]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی عادت تھی کہ انہیں انار کا کوئی ایک دانہ بھی میسر آجاتا تو اسے بڑے شوق سے کھاتے اور فرماتے:

ترجمہ: ''مجھے یہ خوش خبری میسر ہے کہ زمین پر ایسا کوئی انار نہیں ہوتا جس کے دانوں میں جنت کے انار کے دانوں کی پیوند نہ لگی ہو۔'' [۲]

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''انار کھاؤ! اس کے اندرونی چھلکے [شحم] کے ساتھ، یہ معدے کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔''[۳]

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جس نے انار کھایا، اللہ اس کے دل کو روشن کردے گا۔''[۴]

احمد ذہبی نے یہ روایت سند کے بغیر روایت کی ہے:

ترجمہ: ''جب بھی کسی نے انار کھایا اور شیطان اس سے بھاگ گیا۔''[۵]

طبّی ادبِ عالیہ میں انار کا ذکر:

طبّی ادبِ عالیہ میں انار کی غذائی اہمیت اور دوائی افادیت کے بارے میں بہت زیادہ لوازمہ ملتا ہے۔ دیسقوریدوس [وفات: پہلی صدی عیسوی] نے کتاب الحشائش میں اس کے غذائی اور دوائی خواص کے بارے میں لکھا ہے اور ابن بیطار [وفات: ۱۲۴۸ء] نے الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ میں دیسقوریدوس کا بیان نقل کیا ہے۔ روفس افسسی [وفات: پہلی صدی عیسوی]، جالینوس [وفات: ۲۰۱ء]، ابن سرابیون [وفات: ۸۶۴ء]، اسحٰق بن عمران [وفات: ۹۰۷ء]، زکریا رازی [وفات: ۹۲۵ء]، اسحٰق بن سلیمان اسرائیلی [وفات: ۹۳۲ء]، ابن سینا [وفات: ۱۰۳۷ء]، ابن زہر [وفات: ۱۱۶۲ء]، ابوسعید بن ابراہیم مغربی [وفات: ۱۱۶۲ء]، شریف ادریسی [وفات: ۱۱۶۶]، ابن رشد [وفات: ۱۱۹۸ء]، غافقی [وفات: ۵۹ھ]، ابن ہبل بغدادی [وفات: ۱۲۱۳ء]، ابن القف مسیحی [وفات: ۱۲۸۶ء] اور اسرائیلی نے اپنی تالیفات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ فارسی اور اردو کے طبّی سرمائے میں بھی انار کے بارے میں بہت لوازمہ ملتا ہے۔

اطباءِ قدیم نے انار کے ہر جزء، مثلاً پھل، پھل کا چھلکا، پھول، چھال، جڑ، پتّے اور تخم کو بطور دوا استعمال کیا ہے۔

اقسام:

ماہرین علم النباتات نے انار کی متعدد قسمیں بیان کی ہیں۔ مقامِ پیدائش کے اعتبار سے مسقطی، قندھاری، وانگا، چیہو، سندھی، سیہوانی، جیسلمیری، پشاوری اور شولا پوری انار بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد خالد غزنوی نے

طائف کے مشہور باغ 'ہوایا' کے انار کے بارے میں خاص طور پر لکھا ہے کہ یہ مقوی قلب ہوتا ہے۔[۶]

ذائقہ کے اعتبار سے انار کی تین مشہور قسمیں:

۱- انار شیریں [رمانِ حلو]

۲- انار میخوش [رمانِ مز۔ کھٹ میٹھا انار]

۳- انار ترش [رمانِ حامض]

مزاج:

انار شیریں پہلے درجہ میں سرد وتر ہے۔ ترش انار دوسرے درجہ میں سرد وخشک ہے۔[۶]

انار کا عصارہ خشک اور قابض ہے۔ انار دانہ، عصارۂ انار سے زیادہ خشک اور قابض ہے۔ پوست انار میں یہی قوتیں انار دانہ سے زیادہ ہوتی ہیں۔ انار کے درخت کے نیچے گری ہوئی کلیوں میں یہی قوتیں پوست انار سے زیادہ پائی جاتی ہیں۔[۷]

انار شیریں کا عصارہ گرمی اور سردی میں اعتدال کی طرف مائل ہے۔[۸]

پوست انار سرد وخشک ہے۔ اس کے اندر ارضیت پائی جاتی ہے۔[۹]

گل انار قبض اور خشکی پیدا کرتا ہے۔[۱۰]

گلنار دوسرے درجہ کے آخر یا تیسرے درجہ کے شروع میں سرد اور تیسرے درجہ میں خشک ہے۔[۱۱]

انار شیریں: مقوی قلب [Cardiac tonic]، مقوی جگر [Liver tonic]، ملین سینہ وحلق [Anti Irritant to chest and throat]، مسکن حرارت [Febrifuge]، خفیف مدر بول [Mild diuretic] ہے۔

انار میخوش: مسکنِ جوشِ صفرا وخون [Febrifuge for bile and blood]، خفیف مدر بول [Mild Diuretic]

انار ترش: قابض [Astringent]، مقوی قلب [Cardiac tomic]، مقوی جگر [Liver tonic]، مقوی معدہ [Stomachic]، مسکن جوش صفرا وخون [Febrifuge for bile and blood]، مدر بول [Diuretic]

انار دانہ: قابض، مقوی معدہ، ہاضم [Digestive]، دافع قے وغثیان [Anti emetic]، دافع پیاس [Anti thirst]

گلنار: قابض، مجفف [Desiccant]، حابس [Hemostatic] منبت لحم [گوشت اگانے والا] رادع [Repellent]

پوست انار: قابض، محلل اورام خصوصاً ورم حلق [Anti Inflammatory for pharyngitis]، حابس [Hemostatic]، مجفف [Desiccant]

پوست بیخ انار: قاتل کرم شکم [Anti helminthic] دافع ورم ودرد حلق [Anti Inflammatory for pharyngitis]، مسہل خفیف [Mild Purgative]

پوست انار: قابض، محلل اورام، خصوصاً ورم حلق، حابس، مجفف۔

پوست بیخ انار: قاتل کرم شکم، دافعِ ورم ودرد حلق، مسہل خفیف۔

چند دوسرے فوائد:

انار کی سبھی قسموں کے غذائی اور دوائی فوائد اس کے ذائقے پر منحصر ہوتے ہیں۔[۱۲]

ترش انار صفراء اور خون کے جوش اور حدت کو خاص طور سے بجھاتا ہے۔[۱۳]

شیریں اور ترش انار کے شربتوں میں بدن کو غیر صالح اخلاط سے بچانے کی خاصیت پائی جاتی ہے۔[۱۴]

انار [رمان] سے رُمانیہ نام کی ایک غذاء بنائی جاتی ہے، جس میں دوسری چیزوں کے ساتھ انار خاص جزء کے طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ مزاج کے اعتبار سے یہ سرد وخشک ہوتی ہے اور اسہال، نزف الدم اور احشاء کی کمزوری میں مفید ہے۔[۱۵]

انار بالخاصہ غذاؤں کو معدہ میں فاسد ہونے سے روکتا ہے۔[۱۶]

ترش انار رخسار کی رنگت نکھارتا ہے اور اخلاط میں احتراق کی وجہ سے پیدا ہونے والے غم میں فائدہ مند ہے۔[۱۷]

تغذیہ:

انار کی سبھی قسموں سے اچھا کیموس پیدا ہوتا ہے، البتہ اس سے غذائیت کم حاصل ہوتی ہے۔[۱۸]

انار صالح خون پیدا کرتا ہے۔[۱۹]

انار میں اگر چہ غذائیت کم ہوتی ہے، لیکن یہ جید الغذا ہے۔[۲۰]

شیریں انار سے رقیق خون پیدا ہوتا ہے۔ البتہ غذا کو لذیذ بنانے،

اعضاء میں جذب ہونے، کم تحلیل ہونے، جسم میں گرم ابخرات کو تسکین دینے اور معتدل خاصیت کے حامل ہونے کی وجہ سے اس کو کھانے کے ساتھ برابر چوستے رہنے سے بدن فربہ ہوجاتا ہے۔ترش انار میں یہ تاثیرات زیادہ قوی ہوتی ہیں۔[۲۱]

امراضِ راس:

انار کا عصارہ کھانے سے نشہ دور ہوجاتا ہے۔[۲۲]

ترش انار نشہ کو ختم کرتا ہے۔[۲۳]

انار ترش پتلے چھلکے، بڑے دانوں اور زیادہ رس والا اچھا ہوتا ہے۔صداعِ حار میں فائدہ مند ہے۔ بخارات کو دماغ کی طرف نہیں چڑھنے دیتا۔[۲۴]

امراضِ چشم:

انار کی سب سے چھوٹی تین عدد مسلم کلیوں کو نگلنے سے سال بھر تک آشوب چشم کا عارضہ نہیں ہوتا۔[۲۵]

شیریں انار کا عصارہ ایک شیشی میں بھر کر دھوپ میں رکھیں، جب گاڑھا ہوجائے تو سرمہ کے طور پر استعمال کریں، بینائی تیز ہوجائے گی۔ یہ عصارہ جتنا پرانا ہوتا ہے،اتنی ہی اس کی افادیت بڑھتی جاتی ہے۔[۲۶]

دوعدد انار تانبہ کے برتن میں پکا کر گاڑھا ہوجانے کے بعد بطور سرمہ لگانے سے بینائی تیز ہوجاتی ہے۔آنکھوں کی کھجلی اور بامنی [Blepharitis/Tarsitis] ختم ہوجاتی ہے۔[۲۷]

شیریں انار کو بریاں کر کے بطور ضماد استعمال کرنے سے آشوبِ چشم کے درد اور سوجن میں فائدہ ہوتا ہے۔[۲۸]

ترش انار کے جھڑے ہوئے نامکمل پھلوں اور پھولوں کا عصارہ، پانی کے ساتھ پکا کر گاڑھا کرنے کے بعد استعمال کرنے سے اعضاء کو طاقت ملتی ہے اور اعضاء پر خاص طور سے آشوبِ چشم والی آنکھوں پر مواد گرنا بند ہوجاتا ہے۔ ایسی حالت میں آنکھوں کو عرقِ گلاب سے دھولینا چاہیے۔[۲۹]

ترش انار کا عصارہ ناخونہ [Pterygium] میں فائدہ مند ہے۔[۳۰]

انار صالح خون پیدا کرتا ہے۔[۳۱]

انار ترش کا پانی آنکھ میں لگانے سے سُلاق [Blepharitis / Tarsitis] اور ناخونہ میں فائدہ ہوتا ہے۔[۳۲]

ترش انار کا گودا[شحم] وردیج [Epidemic conjunctivitis] میں مفید ہے۔[۳۳]

انار کے ہرے پتوں کو عرق گلاب میں پیس کر آشوب چشم میں آنکھوں پر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔[۳۴]

امراضِ اذن:

انار کا رس خاص طور سے ترش انار کے رس کا جوشاندہ شہد میں ملا کر استعمال کرنے سے کان کے اندرونی درد میں فائدہ ہوتا ہے۔[۳۵]

انار کے پھل سے دانہ نکال کر اس کے اندر روغن گلاب بھر کر ہلکی آنچ پر پکانے کے بعد کان میں ٹپکانے سے اس کے درد میں تسکین ہوتی ہے۔[۳۶]

انار دانہ کو ماءالعسل [شہد کا پانی] میں پیس کر کان میں ٹپکانے سے درد میں فائدہ ہوتا ہے۔[۳۷]

امراضِ انف:

انار کا رس خاص طور سے ترش انار کے رس کا جوشاندہ شہد میں ملا کر استعمال کرنے سے ناک کے اندرونی درد میں فائدہ ہوتا ہے۔[۳۸]

] انار کے پتوں کا پانی نچوڑ کر سعوط کرنے سے نکسیر بند ہوجاتی ہے۔[۳۹]

امراضِ فم:

انار کا رس خاص طور سے ترش انار کے رس کا جوشاندہ شہد میں ملا کر استعمال کرنے سے منہ کے زخموں میں فائدہ ہوتا ہے۔[۴۰]

انار دانہ کٹا ہوا،شہد میں ملا کر طلاء کرنے سے قلاع میں فائدہ ہوتا ہے۔[۴۱]

شیریں انار حلق میں تلئین [نرمی] پیدا کرتا ہے۔[۴۲]

امراضِ اسنان ولثہ:

گلِ انار مسوڑھوں کے ڈھیلے پن کا زائل کرتا ہے۔اپنی گرمی کی وجہ سے زخموں کے کناروں کو ملاتا ہے۔[۴۳]

گلِ انار کے جوشاندے سے کلی کرنے سے مسوڑھوں سے خون آنے اور دانتوں کے ہلنے میں فائدہ ہوتا ہے۔[۴۴]

پوست انار کے جوشاندہ سے مضمضہ کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔[۴۵]

پوست بیخ انار[انار کی جڑ کی چھال] کے جوشاندہ سے کلیاں کرنے سے گرمی سے ہونے والے دانتوں کے درد اور مسوڑھوں کے ورم میں فائدہ ہوتا ہے۔[۴۶]

امراضِ قلب:

انار شیریں خفقان میں مفید ہے۔[۴۷]

انار ترش صفراوی خفقان میں مفید ہے۔[۴۸]

امراضِ صدر وریہ:

ترش انار کو بارش کے پانی میں بھگو کر کھانے سے نفث الدم[خون تھوکنا Haemoptysis] کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔[۴۹]

شیریں انار حلق اور سینہ کو نرم کرتا ہے اور سینہ وتقویت دیتا ہے۔[۵۰]

انار کے پھل سے دانہ نکال کر اس کے اندر روغنِ گلاب بھر کر ہلکی آنچ پر پکا کر روغنِ بنفشہ ملا کر کھانے سے خشک کھانی میں فائدہ ہوتا ہے۔[۵۱]

پوست انار کو جلا کر شہد میں گوندھ کر شکم اور سینہ کے نچلے حصے میں لیپ کرنے سے منہ سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔[۵۲]

شیریں انار کا عصارہ سل کے مریض کو پیاس کے وقت پانی کے ساتھ کھلانے سے بدن میں تر وتازگی پیدا ہوتی ہے۔[۵۳]

امراضِ جگر وطحال:

شیریں انار اپنی مٹھاس کی وجہ سے مزاجِ روح، خاص طور سے جگر کی روح کے لیے مفید ہے۔[۵۴]

انار شیریں کھانے سے استسقاء، یرقان اور طحال[تلی] کی بیماریوں میں فائدہ ہوتا ہے۔ ترش انار بھی یرقان میں مفید ہے۔[۵۵]

انار کھانے سے جسم میں خون کی کمی[سوء القنیہ :Anemia] اور یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔[۵۶]

ترش انار کھانے سے جگر کی گرمی اور سوزش ختم ہو جاتی ہے۔[۵۷]

امراضِ معدہ وامعاء:

ترش انار سوزش معدہ میں بہت فائدہ مند ہے۔[۵۸]

انار ترش قاطعِ بلغمِ معدہ ہے۔[۵۹]

انار ترش کے دانوں کو سکھا کر کوٹ پیس کر کھانے پر چھڑک کر یا کھانے میں پکا کر استعمال کرنے سے معدہ اور آنتوں پر رطوبات کا گرنا موقوف ہو جاتا ہے۔[۶۰]

شربت انار معدہ میں کھانے کو فاسد ہونے سے بچاتا ہے۔[۶۱]

ترش انار سے تیار شدہ شربت پیاس کی تسکین میں زیادہ موثر ہے۔[۶۲]

ترش انار کو آبزن کے پانی میں ملا استعمال کرنے سے آنتوں کے زخم میں فائدہ ہوتا ہے۔[۶۳]

انار کا رس خاص طور سے ترش انار کے رس کا جوشاندہ شہد میں ملا کر استعمال کرنے سے معدہ کے زخموں میں فائدہ ہوتا ہے۔[۶۴]

انار کی جڑ کا جوشاندہ پینے سے کدودانے[Tape worm] مر کر خارج ہو جاتے ہیں۔[۶۵]

پوست انار کا سفوف کھلا کر اوپر سے گرم پانی پلانے سے کدودانے خارج ہو جاتے ہیں۔[۶۶]

انار آنتوں کو صاف کرتا ہے۔[۶۷]

شیریں اور ترش انار مع گودا نچوڑ کر ۲۰۰ ملی لیٹر رس نکال کر ۸۸ گرام شکر ملا کر پینے سے بلغم اور صفراء بذریعہ اسہال خارج ہو جاتا ہے اور معدے کو طاقت ملتی ہے۔[۶۸]

کھانا کھانے کے بعد شیریں انار چوسنے سے غذا فم معدہ سے اتر جاتی ہے اور اس سے پیدا شدہ نفخ جلد تحلیل ہو جاتا ہے۔[۶۹]

انار معدہ سے متعفن رطوبات کا تنقیہ کرتا ہے۔[۷۰]

ترش انار متلی کو روکتا ہے۔[۷۱]

ترش اور شیریں، دونوں اناروں سے تیار کیا ہوا عصارہ یا جیلی گرم معدہ کو طاقت دیتی ہے، متلی اور پیاس کو اس کا عصارہ تسکین دیتا ہے۔

پودینہ کے ساتھ تیار کیے ہوئے عصارہ میں یہ تاثیرات اور زیادہ ہوتی ہیں۔[۷۲]

انار ملینِ شکم ہے۔[۷۳]

انار میخوش معدہ کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔[۷۴]

اناردانہ کا ستّو حاملہ کی بھوک بڑھاتا ہے۔ رُب انار، خصوصاً ترش انار کے رُب سے بھی یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔[۷۵]

اناردانہ کا ستّو اسہالِ صفراوی میں مفید ہے۔[۷۶]

انار شیریں کے گودے[شحم] کا عصارہ مقوی معدہ اور مسہلِ خلط ہے۔ انار ترش مسہلِ صفرا اور مسکن قے وغثیان ہے۔[۷۷]

پرُانے انار کو کھانا کھانے کے بعد چوسنے سے معدہ کی جلن اور تمام ابخرات[Gaseous Substances] میں فائدہ ہوتا ہے۔[۷۸]

پوست انار کے جوشاندہ میں بچے کو آبزن کرانے سے خروجِ مقعد [کانچ نکلنا] میں فائدہ ہوتا ہے۔[۷۹]

پوست انار کو اچھی طرح پکائیں، جب رنگت بدل جائے تو اس میں ۱۴ ملی لیٹر پانی اور ۷۰ گرام میدہ ڈال کر حلوہ کی طرح بنائیں، اس کے بعد روغنِ گندم ڈال کر وبائی دستوں میں کھلائیں۔[۸۰]

پوست انار اور مازو ہم وزن انتہائی ترش سرکہ میں پکائیں، جب وہ جم جائے تو کالی مرچ کے برابر گولیاں بنائیں اور استعمال کریں، سحجِ امعاء اور اسہالِ شکم میں بہت مفید ہے۔ مقعد اور آنتوں کے زخموں میں بھی فائدہ مند ہے۔[۸۱]

پوست انار کو چاول، چھلے اور بھنے ہوئے جو کے ساتھ جوش دے کر بطور حقنہ استعمال کرنے سے دست اور آنتوں کی خراش میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس پانی سے آب دست لینے سے مقعد کو طاقت ملتی ہے اور بواسیری مسّوں سے خون کا رسنا بند ہو جاتا ہے۔[۸۲]

شیریں انار کے نچوڑے ہوئے پانی سے کلّی کرانے سے بچوں کے منہ آنے میں فائدہ ہوتا ہے۔[۸۳]

پوست انار کے جوشاندہ میں آبزن کرنے سے خونی بواسیر میں فائدہ ہوتا ہے۔[۸۴]

پوست انار کا سفوف کھانے اور اس کا مطبوخ پینے سے اسہالِ مزمن اور زحیرِ مزمن میں اور اس کا سفوف کو چھڑکنے سے خروجِ مقعد میں فائدہ ہوتا ہے۔[۸۵]

پوست انار کا جوشاندہ کرم شکم، خصوصاً کدو دانہ[حب القرع] مارنے میں بہت کارآمد ہے۔ کھانے کی ترکیب یہ ہے کہ مریض کو رات میں روغن بید انجیر ۱۰ ملی لیٹر پلائیں، صبح کو پوست بیخ انار کا ۵۰-۵۰ ملی لیٹر جوشاندہ ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے چار بار پلائیں۔ آخری خوراک پلانے کے دو گھنٹہ بعد ۳۰-۲۵ ملی لیٹر روغن بید انجیر پلائیں۔ کدو دانے نکل جائیں گے۔[۸۶]

انار شیریں کے رس میں زیرہ اور شکر یا صرف شکر ملا کر پلانے سے کھانے کی طرف سے بے رغبتی مٹتی ہے۔[۸۷]

انار شیریں کا چھلکا چاول اور جو میں جوش دے کر حقنہ [Enema] کرنے سے پیچش میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔[۸۸]

امراضِ گردہ و مثانہ:

ترش انار دوسری قسموں کے مقابلہ میں زیادہ پیشاب آور ہے۔[۸۹]

پوست انار کو اچھی طرح پکائیں، جب رنگت بدل جائے تو اس میں ۱۴ ملی لیٹر پانی اور ۷۰ گرام میدہ ڈال کر حلوہ کی طرح بنائیں، اس کے بعد روغنِ گندم ڈال کر کھلائیں، سلس البول [Urinary incontinence] میں فائدہ مند ہے۔[۹۰]

امراضِ نسواں:

ترش انار کو آبزن[Sitz bath] کے پانی میں ملا استعمال کرنے سے مزمن سیلان رحم میں فائدہ ہوتا ہے۔[۹۱]

پوست انار کے جوشاندہ میں سیلان الرحم کی مریضہ کو آبزن کرانے سے فائدہ ہوتا ہے۔[۹۲]

ترش انار کا ستّو اور مربہ کھانے سے زمانۂ حمل میں حاملہ کی غیر فطری چیزیں کھانے کی خواہش کی اصلاح ہو جاتی ہے۔[۹۳]

ترش انار کے جھڑے ہوئے نامکمل پھلوں کا مع پھولوں کے عصارہ پانی کے ساتھ پکا کر گاڑھا کرنے کے بعد عرق مکوء یا آب بارتنگ ملا کر اور سوئے کی جڑ کا پانی شامل کر کے بطور حمول استعمال کرنے سے رحم سے

رطوبات کا رِسنا بند ہو جاتا ہے۔[۹۴]

گلنار کو کثرتِ حیض میں استعمال کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔[۹۵]

گلنار کے جوشاندہ سے آبدست کرانے یا آبزن کرنے سے کثرتِ حیض میں اور کھانے اور حمول کرنے سے سیلانُ الرحم [Leucorrhoea] میں فائدہ ہوتا ہے۔[۹۶]

پوست انار کے جوشاندہ میں آبزن کرنے اور پوست انار کا سفوف کھانے سے سیلان الرحم اور کثرتِ حیض میں فائدہ ہوتا ہے۔[۹۷]

امراضِ جلد:

انار کے بارے میں ایک خیال یہ ہے کہ تر وخشک خارش میں مفید ہے۔[۹۸]

انار کی جڑ کو پیس کے شہد میں ملا کر داخس [بسہری /Paronyhia Whitlow] اور خراب زخموں پر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔[۹۹]

انار ترش کی جڑ کو انجیر کے ساتھ پیس کر بطور ضماد داخس پر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔[۱۰۰]

گل انار اپنی حرارت کی وجہ سے زخموں کے سروں کو ملا دیتا ہے۔[۱۰۱]

پوست انار یا اس کے جھڑے ہوئے کچّے پھل کو شہد میں پیس کر لگانے سے چیچک وغیرہ کے نشانات زائل ہو جاتے ہیں۔[۱۰۲]

شیریں انار کے عصارہ کا تانبہ کے برتن میں تیار کیا گیا جوشاندہ زخموں اور تمام متعفن حالتوں میں مفید ہے۔ترش انار کا جوشاندہ خراب زخموں کے لیے نسبتاً زیادہ مفید ہے۔[۱۰۳]

گلنار خون کے جریان کو روکتا اور زخم کو بھرتا ہے۔[۱۰۴]

انار کے پھولوں کا رس اور سرکہ ملا کر لگانے سے سرخ بادہ میں فائدہ ہوتا ہے۔[۱۰۵]

امراضِ شعر:

ترش انار کا پتّہ بال کو گھنا اور مضبوط بناتا ہے۔[۱۰۶]

امراضِ مرداں:

شیریں انار کسی قدر نفاخ ہونے کی وجہ سے نعوظ [ایستادگی] پیدا کرتا ہے۔[۱۰۷]

ترش انار کے جھڑے ہوئے نامکمل پھلوں اور پھولوں کا عصارہ پانی کے ساتھ پکا کر گاڑھا کرنے کے بعد عرق مکو یا آب بارتنگ ملا کر استعمال کرنے سے احلیل کے زخموں میں فائدہ ہوتا ہے۔[۱۰۸]

متفرقات:

انار تمام مزمن صفراوی بخاروں میں مفید ہے۔[۱۰۹]

انار میخوش بخاروں میں فائدہ مند ہے۔[۱۱۰]

انار ترش ملحم فتوق ہے۔[۱۱۱]

انار شیریں کو کثرت شراب نوشی کی وجہ سے آنے والے بخاروں میں کھلانے سے بے حد فائدہ ہوتا ہے۔[۱۱۲]

جدید تحقیقات:

انار پر متعدد ملکوں میں معالجاتی تحقیق ہوئی ہے، جن میں Rhinovirus infection اور Common cold میں اس کی افادیت پر ریسرچ تحقیق مکمل ہو چکی ہے اور Prostate cancer، Prostatic hyperplasia، Diabetes، Lymphoma، Oxidative stress in diabetis، hemodialysis، Artherosclersis، Coronary artery disease، Infant brain injury، Hemodialysis for kidney disease پر تحقیق جاری ہے۔[۱۱۳]

انار دل کی متعدد بیماریوں کے لیے فائدہ مند ہے۔اس کے کھانے سے خون میں کولسٹرول اور ٹرائی گلیسرائڈ کی سطح معتدل رہتی ہے۔سسٹولک بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے۔اس میں طاقتور انٹی آکسیڈنٹ بھی پائے جاتے ہیں، جو بڑھاپے اور کئی قسم کے سرطان کو روکنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔غدہٗ قدامیہ [Prostate] کے سرطان اور جوڑوں کے تحجر [جوڑوں کے پتھرا جانے: Osteoarthritis] میں بھی فائدہ مند ہے۔[۱۱۴]

انار میں موجود Pelletirine پیٹ کے کیڑوں کی تمام قسموں کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔[۱۱۵]

انار کے دانوں میں گلوکوز اور فرکٹوز کے علاوہ ایسی دوسری متعدد اشیاء پائی جاتی ہیں، جو انسان کی نشو ونما اور اس کی صحت کی بقاء کے لیے ضروری ہیں۔

۱۰۰ گرام انار کی غذائی ویلو

۱	انرجی	۸۴ کیلوکیلوری	۲	کاربوہائیڈریٹس	۱۸ء۷ گرام
۳	شکر	۱۳ء۷ گرام	۴	ڈائٹری فائیبرس [غذائی ریشے]	۴ء۰ گرام
۵	چکنائی	۱ء۲ گرام	۶	پروٹین	۱ء۷ گرام
۷	وٹامن بی	۰ء۰۷ ملی گرام	۸	وٹامن بی۲	۰ء۰۵ ملی گرام
۹	وٹامن بی۳/	۰ء۲۹ ملی گرام	۱۰	وٹامن بی۵/	۰ء۳۸ ملی گرام
۱۱	وٹامن بی۶/	۰ء۰۸ ملی گرام	۱۲	وٹامن بی۹/	۳۸ مائیکرو ملی گرام
۱۳	وٹامن سی	۱۰ ملی گرام	۱۴	کیلشیم	۱۰ ملی گرام
۱۵	آئیرن	۰ء۳۰ ملی گرام	۱۶	میگنیشیم	۱۲ ملی گرام
۱۷	فاسفورس	۳۶ ملی گرام	۱۸	پوٹیشیم	۲۳۶ ملی گرام
۱۹	زنک	۰ء۳۵ ملی گرام			

حوالہ جات

۱- ابونعیم

۲- ذہبی

۳- ابن قیم الجوزی

۴- ذہبی

۵- ایضاً

۶- طبِ نبوی اور جدید سائنس: ج ۲ ص ۲۰

۶- القانون فی الطب: ج ۲ ص ۲۰۱، اردو ترجمہ

۷- جالینوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۰، اردو ترجمہ

۸- کتاب الاغذیہ: ص ۵۷، اردو ترجمہ

۹- اسرائیلی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۱۰- دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۱۱- کتاب الکلیات: ص ۲۶۸، اردو ترجمہ

۱۲- جالینوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۰، اردو ترجمہ

۱۳- کتاب المنصوری: ص ۱۲۰، اردو ترجمہ

۱۴- کتاب الاغذیہ: ص ۸۹، اردو ترجمہ

۱۵- کتاب المختارات فی الطب: ج ۱ ص ۲۳۰، اردو ترجمہ

۱۶- کتاب الکلیات: ص ۲۵۳، اردو ترجمہ

۱۷- خزائن الادویہ: ج ۱ ص ۵۸۸

۱۸- دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۰، اردو ترجمہ

۱۹- روفس افسسی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۲۰- القانون فی الطب: ج ۲، ۲۰۱، اردو ترجمہ

۲۱- تجربتین، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۲، اردو ترجمہ

۲۲- اسحٰق بن عمران، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۲۳- زکریا رازی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۲۴- کتاب العمدہ فی الجراحت: ج ۱ ص ۲۶۲، اردو ترجمہ

۲۵- دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۲۶- ابن سینا، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۲، اردو ترجمہ

۲۷- شریف ادریسی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۲، اردو ترجمہ

۲۸- اسرائیلی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۴، اردو ترجمہ

۲۹- تجربتین، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۴، اردو ترجمہ

۳۰- القانون فی الطب: ج ۲ ص ۲۰۱، اردو ترجمہ

۳۱- روفس افسسی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۳۲- کتاب الفتح فی التداوی من جمیع صنوف الامراض والشکاوی: ص ۲۰۲، اردو ترجمہ

۳۳- ایضاً: ص ۲۰۲

۳۴- طبِ نبوی اور جدید سائنس: ج ۲ ص ۳۰

۳۵- دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱ - ۳۰۰، اردو ترجمہ

۳۶- شریف، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۲، اردو ترجمہ

۳۷- خزائن الادویہ: ج ۱ ص ۵۸۵

۳۸- دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱ - ۳۰۰، اردو ترجمہ

۳۹- خزائن الادویہ: ج ۱ ص ۵۸۵

۴۰- دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲ ص ۳۰۱ - ۳۰۰، اردو ترجمہ

۴۱-   القانون فی الطب: ج ۲،ص ۲۰۱، اردو ترجمہ
۴۲-   کتاب المنصوری: ص ۱۲۰، اردو ترجمہ
۴۳-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۴۴-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۴۵-   اسرائیلی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۳، اردو ترجمہ
۴۶-   خزائن الادویہ: ج ا،ص ۵۹۱
۴۷-   کتاب الفتح فی التداوی من جمیع صنوف الامراض والشکاوی: ص ۲۰۲، اردو ترجمہ
۴۸-   کتاب العمدہ فی الجراحت: ج ا،ص ۲۶۲، اردو ترجمہ
۴۹-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۵۰-   القانون فی الطب: ج ۲،ص ۲۰۱، اردو ترجمہ
۵۱-   شریف، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۵۲-   ایضاً: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۵۳-   تجربتین: بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۳، اردو ترجمہ
۵۴-   ابن سینا، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۵۵-   خزائن الادویہ: ج ا،ص ۵۸۷،۵۷۴
۵۶-   قرآن میں پھلوں اور باغات کا ذکر—ایک مختصر جائزہ: ص ۱۳۶
۵۷-   خزائن الادویہ: ج ا،ص ۵۸۶
۵۸-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۵۹-   کتاب الاغذیہ: ص ۵۷، اردو ترجمہ
۶۰-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۶۱-   کتاب الاغذیہ: ص ۸۸، اردو ترجمہ
۶۲-   ایضاً: ص ۸۹، اردو ترجمہ
۶۳-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۶۴-   ایضاً: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۶۵-   ایضاً: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۶۶-   رازی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۶۷-   روفس افسسی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۶۸-   ابن سرابیون، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۶۹-   زکریا رازی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۷۰-   اسحٰق بن عمران، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۷۱-   زکریا رازی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ
۷۲-   تجربتین، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۳، اردو ترجمہ
۷۳-   القانون فی الطب: ج ۲،ص ۲۰۱، اردو ترجمہ
۷۴-   ایضاً: ج ۲،ص ۲۰۱، اردو ترجمہ
۷۵-   ایضاً: ج ۲،ص ۲۰۱، اردو ترجمہ
۷۶-   ایضاً: ج ۲،ص ۲۰۱، اردو ترجمہ
۷۷-   کتاب الفتح فی التداوی من جمیع صنوف الامراض والشکاوی: ص ۲۰۳، اردو ترجمہ
۷۸-   ابن سینا، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۷۹-   شریف، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۸۰-   ایضاً: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۸۱-   ایضاً: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۸۲-   اسرائیلی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۸۳-   تجربتین، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۳، اردو ترجمہ
۸۴-   تاج المفردات: ص ۱۳
۸۵-   ایضاً: ص ۱۳
۸۶-   ایضاً: ص ۱۴-۱۳
۸۷-   ایضاً: ج ا،ص ۵۸۶
۸۸-   ایضاً: ج ا،ص ۵۸۸
۸۹-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۹۰-   شریف، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۹۱-   دیسقوریدوس، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۰، اردو ترجمہ
۹۲-   شریف، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۹۳-   ابن سینا، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۲، اردو ترجمہ
۹۴-   تجربتین، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۴، اردو ترجمہ
۹۵-   کتاب الکلیات: ص ۲۶۸، اردو ترجمہ
۹۶-   تاج المفردات: ص ۱۴
۹۷-   ایضاً: ص ۱۳
۹۸-   اسحٰق بن عمران، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج ۲،ص ۳۰۱، اردو ترجمہ

۹۹- القانون فی الطب: ج۲،ص۲۰۱،اردو ترجمہ

۱۰۰- کتاب الفتح فی التداوی من جمیع صنوف الامراض والشکاوی: ص۲۰۳،اردو ترجمہ

۱۰۱- القانون فی الطب: ج۲،ص۲۰۱،اردو ترجمہ

۱۰۲- شریف، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج۲،ص۳۰۲،اردو ترجمہ

۱۰۳- غافقی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج۲،ص۳۰۲،اردو ترجمہ

۱۰۴- کتاب الکلیات: ص۲۶۸،اردو ترجمہ

۱۰۵- خزائن الادویہ: ج۱،ص۵۸۹

۱۰۶- کتاب الفتح فی التداوی من جمیع صنوف الامراض والشکاوی: ص۲۰۲،اردو ترجمہ

۱۰۷- زکریا رازی، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج۲،ص۳۰۱،اردو ترجمہ

۱۰۸- تجربتین، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج۲،ص۳۰۴،اردو ترجمہ

۱۰۹- اسحٰق بن عمران، بحوالہ الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ: ج۲،ص۳۰۱،اردو ترجمہ

۱۱۰- القانون فی الطب: ج۲،ص۲۰۱،اردو ترجمہ

۱۱۱- کتاب الفتح فی التداوی من جمیع صنوف الامراض والشکاوی: ص۲۰۳،اردو ترجمہ

۱۱۲- خزائن الادویہ: ج۱،ص۵۸۴

۱۱۳- بحوالہ انٹرنیٹ

۱۱۴- قرآن میں پھلوں اور باغات کا ذکر—ایک مختصر جائزہ: ص۱۳۶

۱۱۵- تاج المفردات: ص۱۱

●●●

التحفۃ الحامدیۃ فی الصناعۃ التکلیسیہ : کشتہ سازی پر ایک اہم رسالہ

☆حکیم شمیم ارشاد اعظمی

☆☆حکیم عبدالودود

حکیم محمد اجمل خاں کی شخصیت بہت ہی متنوع تھی۔ وہ ایک حاذق طبیب، عظیم قومی قائد، مسیحائے ملت، ماہر تعلیم، بلند پایہ مصنف، ادیب شہیر اور باکمال شاعر تھے۔ علاج معالجہ کے علاوہ انہوں نے مختلف قومی اور سیاسی تحریکات اور تعلیمی درسگاہوں سے وابستہ رہ کر بیش بہا ملی، قومی وسیاسی خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن ان کی اصل شناخت ان کی طبّی حذاقت، فنّی شعور اور فن طب میں اجتہادانہ شان تھی۔ ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر مؤرخین یا اجمل شناسوں نے بہت کچھ لکھا ہے، مگر ایک گوشہ کو مؤرخین نے بڑی حد تک نظر انداز کیا ہے، وہ ہے حکیم اجمل خاں کا علمی و تصنیفی کارنامہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اجمل خاں نے زمانۂ طالب علمی ہی سے طب کے اہم مسائل کو تحقیق کا موضوع بنا کر ممتاز اندازِ بیان اور اچھوتے طرزِ تحریر سے طب کے مشکل مباحث کو قابلِ تفہیم بنایا ہے۔ عام روایات سے ہٹ کر ان کی تحریروں میں تنقید کے صالح عناصر، توضیحات اور تحقیقی شان موجود ہے۔ انہوں نے طب کے مختلف موضوعات پر ایک درجن سے زائد کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں اکثر عربی زبان میں ہیں، مثلاً:

"۱–القول المرغوب فی الماء المشروب

۲– الساعاتیه

۳–اوراق مُزهره مُثمره مُسفره

۴–التحفة الحامدیة فی الصناعة التكلیسیه

۵–البیان الحسن بشرح المعجون المسمیٰ باكسیر بدن

۶–الوجیزه

۷– المسائل الخمسه

۸–مقدمة اللغات الطبّیه،

۹–رساله طاعون

۱۰–افادات مسیح الملك

۱۱–فهرست كتب عربیہ كتب خانه رام پور

۱۲–دیوان شیدا

۱۳–رساله فی تركیب الادویه و استخراج درجاتها

۱۴–المحاكمه بین القرشی و العلامة.

حاشیہ شرح اسباب اور اللغات الطبّیہ جیسی اہم کتابیں حکیم اجمل خاں کے علمی آثار میں شمار کی جاتی ہیں۔ سیاسی اور انتظامی مصروفیات نے حکیم صاحب کو طب پر لکھنے کا موقع نہیں دیا، تاہم جتنا بھی سرمایہ موجود ہے اپنی کیفیت اور کمیّت کے اعتبار سے قابلِ فخر ہے۔

حکیم اجمل خاں کی تمام کتابیں اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور ممتاز

☆لکچرر شعبۂ علم الادویہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور۔ Email:siazmi@gmail.com

☆☆پروفیسر وصدر شعبۂ علم الادویہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

ہیں۔التحفة الحامدية فی الصناعة التكليسيه فنِ کشتہ سازی پر ایک اہم کتاب ہے۔مختلف مطابع سے کئی بار طبع ہو چکی ہے۔غالباً اس کی پہلی طباعت مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۸۹۹ء میں ہوئی ہے۔راقم کے پاس موجود نسخہ پر شفیق الرحمٰن رامپوری کا حاشیہ بھی ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، دو باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔حکیم محمد اجمل خاں لکھتے ہیں:

" و رتبت هذا المختصر على مقدمة و بابين و خاتمة.
اما المقدمة ففى المكلسات كيف تداولت فيما بيننا. و
اما الباب الاول ففى جواز استعمال المكلسات و اما
الباب الثانى فى الشكوك الواردة عليها و رفعها عنها
و اما الخاتمة ففى بعض فوائد المكلسات."

کتاب کا انتساب نواب محمد حامد علی خان بہادر والی رامپور کے نام کیا ہے اور ان کے لیے دعائیہ کلمات ادا کیے گئے ہیں۔

مقدمۂ کتاب میں ادویہ کی مضرت اور منفعت سے متعلق مختصر گفتگو کرتے ہوئے اس سلسلہ میں اطباء قدیم کی تحقیقات اور کارناموں کو سراہا گیا ہے۔نباتات کے ساتھ حیوانی اور معدنی ادویہ کا تذکرہ کر کے ایک طرح سے طبِ یونانی کے اندر معدنیات کے استعمال کا ایک جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔ساتھ ہی فن کشتہ سازی کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔حکیم اجمل خاں لکھتے ہیں:

''انھوں نے معادن، نباتات وحیوانات کے حالات سے بڑی حد تک واقفیت حاصل کی اور جس حد تک ان کی تحقیقات نے رسائی حاصل کی، انھوں نے مذکورہ بالا چیزوں کے افعال وخواص وآثار کو صاف طور پر واضح کر دیا اور جس طرح انھوں نے معدنی، نباتی وحیوانی چیزوں کے علیحدہ علیحدہ مفرد صورتوں میں تجربے کیے ہیں، اسی طرح انھوں نے ان چیزوں کے بعض خاص خاص دواؤں [بوٹیوں] کے ساتھ کہ جن کی مخصوص اغراض کے لیے ضرورت سمجھی گئی ترکیب دے کر تجربے کیے [جس میں کشتہ جات کی ترکیب بھی شامل ہے]، لیکن ہاں یہ ضرور ہے کہ ان حضرات اطباء نے خاص خاص بوٹیوں کی اپنے ملک میں نہ پانے کی وجہ سے اس قسم کی ترکیب اور اس کے فوائد ومنافع کی تفصیل سے مجبوری ظاہر کی ہے۔''

اس کے بعد حکیم اجمل خاں نے یونانی اطباء کی ہندوستان میں آمد اور فن کشتہ سازی کے سیکھنے کی بات لکھی ہے۔

''ایام قدیم میں جب کہ یونانی اطباء کو ہندوستان میں آنے اور ہندوستان کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کا اتفاق ہوا اور انھوں نے ہندوستان کی ان عجیب وغریب بوٹیوں کو دیکھا کہ جو دفعیۂ امراض میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں تو انھوں نے ان میں سے بہت سی دواؤں کو اپنے یہاں کے طریقۂ علاج میں شامل کر کے مفرد صورتوں میں نیز ہندی تراکیب کی طرح انھیں مرکب کر کے استعمال کرنا شروع کیا۔تراکیبِ ادویہ کی مختلف صورتوں میں سے کشتہ جات کی بھی ایک صورت تھی، جس کی طرف خصوصیت سے انھوں نے توجہ کی۔چنانچہ انھوں نے بعض معدنی چیزوں کو خاص اغراض کے ساتھ، خصوصیت رکھنے والی بوٹیوں کے پانی کے ساتھ نیز دوسری چیزوں کے ساتھ مختلف طور پر ترکیب دے کر بہت سی چیزیں اور کشتہ جات تیار کیے اور انھوں نے ان چیزوں سے دوسری دواؤں کے مقابلہ میں بہت زیادہ بہتر اور نمایاں فوائد محسوس کیے۔''

اس کے بعد حکیم اجمل خاں نے کشتہ سازی کی تاریخ سے متعلق مفید بحث کی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ فنِ کشتہ سازی زمانۂ قدیم میں بھی مروج تھا، اس کے تاریخی پس منظر کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

''ہم تمھیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کشتہ کا استعمال یونان اور اٹلی میں بھی متداول تھا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہرمس مصر نے فن کیمیاء ایجاد کیا۔اس کے بعد اس فن کو شہرت حاصل ہوئی، یہاں تک کہ یہ یونان اور اٹلی تک پہنچا۔وہاں کے لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس میں بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے۔اس سے ان کا مقصود معدنیات کی اصلاح جیسے تانبا کو چاندی اور سونے میں بدلنا تھا۔یہاں تک کہ براکلوس آیا۔اس نے اس فن کی غرض وغایت بدل دی اور ارواح واجساد اور متداول ترکیبوں سے بنی ہوئی دوسری اشیاء ابدان وامراض میں استعمال کرنا شروع کیا۔اس طرح اس نے علاج کا نیا طریقۂ ایجاد کیا، جس کا نام اس نے اسا غربا رکھا۔یہ لاطینی لفظ ہے، جس کے معنی مختلف چیزوں کو جمع کرنا اور مجتمع چیزوں کو متفرق کرنا ہے۔اطباءِ اسلام نے اس کا ترجمہ کر کے اسے طب کیمیائی کا نام دیا''۔

حکیم اجمل خاں صنعتِ کیمیاء کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ابتدا میں کیمیاء داں کی غرض وغایت صرف یہ تھی کہ معدنی چیزوں کی اصلاح کی جائے اور ان میں جو کچھ فساد اور خرابیاں ہیں،

انہیں دور کر کے ان چیزوں کو بہتر حالت میں لے آیا جائے اور جو چیزیں اپنی نوع کے لحاظ سے گھٹیا ہیں انہیں اعلیٰ اور گران قدر بنایا جائے، جیسے تانبہ جو ارزاں اور گھٹیا چیز ہے، اسے چاندی یا سونا میں تبدیل کر دیا جائے۔لیکن براکلسوس نے صنعتِ کیمیاء کے مذکورہ اغراض میں تبدیلی فرما کر اسے انسانی منفعت اور فیض رسانی کے لیے مخصوص فرمایا۔ براکلسوس کے مطابق ارواح واجساد اور اس کے ماسوا جو چیزیں اور ترکیبیں اہلِ فن کے یہاں مروج ہیں، ان کو بدن انسان کے لیے استعمال کیا جائے۔اور مرض اور ان کے اعراض کے دفعیہ کے لیے انہیں کام میں لا کر انسانی زندگی اور اس کی صحت کے ساتھ تعلق رکھنے والے فوائد حاصل کیے جائیں۔''

حکیم اجمل خاں مزید فرماتے ہیں:

''اس فن کی اس مقصد کی اشاعت کے بعد ایک جماعت نے اس مقصد کے حصول کے لیے عملی میدان میں قدم بڑھایا اور اس نے ان تمام چیزوں کے آثار وافعال کے معلوم کرنے میں پوری کوشش کی جو کیمیاوی طریقہ سے تیار کی جاتی تھیں۔اسی جماعت نے ان چیزوں کو مختلف امراض میں استعمال کیا۔اسی جماعت کے افراد نے اس خاص شعبہ میں بہت سی کتابیں تالیف کیں، ان میں سے بعض کتابوں کو مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔وہ لوگ برابر معدنی ونباتی کشتہ جات سے علاج کرتے تھے۔ان ہی حضرات سے بعض خاص خاص قسم کے کشتے اطباء عراق نے حاصل کیے، جیسا کہ طبیب مقتدی بامراللہ کے ایک رسالہ سے ظاہر ہوتا ہے''۔

باب اول:

اس باب میں کشتہ جات کے استعمال کے جواز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔کشتہ کے استعمال کے سلسلہ میں بعض حضرات نے کچھ شبہات ظاہر کیے ہیں۔حکیم اجمل خاں نے اس باب میں ان شبہات کا بہت ہی عالمانہ اور محققانہ جواب دیا ہے۔وہ شبہات یہ ہیں:

''اندیشہ یہ ہے کہ کہیں ان چیزوں [کشتۂ سنکھیا، کشتۂ تانبا، کشتۂ قلعی، کشتۂ شنگرف، کشتۂ ہڑتال، کشتۂ فولاد، کشتۂ خبث الحدید، کشتۂ ابرک، کشتۂ سونا، کشتۂ چاندی، کشتۂ یاقوت، کشتۂ مرجان، کشتۂ زمرد] کی وہ صورتِ نوعیہ جو کشتہ ہونے کے بعد ان کے ساتھ قائم ہوتی ہیں، جسم میں خطرناک ومہلک آثار نہ پیدا کر دیں اور یا اس خیال سے کہ کہیں یہ چیزیں جسم میں غیر معمولی و ناقابل برداشت گرمی وخشکی پیدا نہ کر دیں۔''

حکیم اجمل خاں ان شبہات کا ازالہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس میں سے تو پہلی صورت قطعی غلط اور بے بنیاد ہے، اس لیے کہ تکلیس یعنی کشتہ کرنا کون وفساد کا موجب نہیں ہوا کرتا۔یعنی کشتہ کرنے سے وہ چیزیں جس کا کشتہ کیا جاتا ہے معدوم ہو کر اور کوئی نہیں چیز نہیں بن جاتی کہ جس سے صورتِ نوعیہ بدل جائے اور نئی صورت کا تصور کیا جائے۔پس جب کہ یہ بات ثابت ہے کہ ان چیزوں کی صورتِ نوعیہ کشتہ ہو جانے کے بعد بھی اپنی سابقہ حالت پر باقی رہتی ہیں اور ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔اس لیے یہ صحیح ہے کہ وہ آثار وافعال جو کشتہ ہونے سے قبل ان چیزوں کے متعلق بتلائے جاتے ہیں وہ کشتہ ہونے پر [صورتِ نوعیہ کے باقی رہنے کی وجہ سے] ان سے زائل نہیں ہوا کرتے نیز ان چیزوں میں دوسری قسم کے خواص جو صورتِ نوعیہ کی تبدیلی اور نئی صورتِ نوعیہ کے تعلق کی صورت میں پیدا ہو سکتے تھے وہ اس وقت میں ان چیزوں میں پیدا نہیں ہوتے''۔

دوسرے شبہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اب رہا یہ شبہ، سو اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ حرارت و یبوست کہ جو ان مذکورہ بالا چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ ان تمام دواؤں کی حرارت و یبوست سے زیادہ نہیں ہے جو ہمارے یہاں استعمال میں لائی جاتی ہے۔[بلکہ معمولی دواؤں میں سے ایسی دوائیں بھی ہیں جن کی حرارت و یبوست ان چیزوں کی حرارت و یبوست کے برابر یا ان سے زیادہ ہوتی ہے]۔اس لیے کہ دوائیں درجاتِ کیفیت کے لحاظ سے چوتھے درجہ سے متجاوز نہیں ہوتیں، جیسا کہ علم الادویہ میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ہمارے سامنے مستعملہ دواؤں میں بہت ایسی دوائیں ہیں، جو چوتھے درجہ کی گرم وخشک مانی جاتی ہیں، مثلاً رائی جو چوتھے درجہ میں گرم وخشک ہے اور فرفیون جو چوتھے درجہ کی حار یابس تسلیم کی گئی ہے اور اس آخری درجہ میں ہونے کے باوجود اطباء ان دونوں چیزوں کو برابر بلا تکلف و بلا کسی خوف واندیشہ کے ہمیشہ استعمال کرتے رہے ہیں۔

ایسی صوت میں یہ تعجب کرنا ایک تعجب ہی ہوگا کہ ایک خاص درجہ کی بعض دواؤں کے استعمال کو تو جائز سمجھا جائے اور اسی درجہ کی بعض دوسری چیزوں کے استعمال کو ناجائز وممنوع قرار دیا جائے۔یہ تو

معلوم ہی ہے کہ سنکھیا بلحاظ درجۂ کیفیت رائی کے مانند ہے۔ایسی صورت میں درجۂ کیفیت کے اعتبار سے سنکھیا کے استعمال میں تو کوئی قباحت نہیں،البتہ اس کی صورتِ نوعیہ کے متعلق یہ خیال کہ وہ طبیعت انسانی کے مخالف ہے، بالکل صحیح ہے۔لیکن اس کے تسلیم کر لینے کے ساتھ اس جگہ پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ [سنکھیا اور اس کے مانند دوسری] سمیات کیا ہر حال اور حیثیت میں مہلک وقاتل ہیں یا ان کی کوئی خاص مقدار مقرر ہے کہ وہ اس مقدار میں مہلک نہیں ثابت ہوتی۔ان میں سے پہلی صورت [یعنی سمیات کا ہر حال و ہر مقدار میں مہلک ہونا] تو صراحۃً غلط ہے، اس لیے کہ سنکھیا پونے دو ماشہ کی مقدار میں مہلک ہوتی ہے، اگر بقدر کم استعمال میں لایا جائے تو وہ ہرگز مہلک نہیں ہوتی ، بلکہ جب سنکھیا کو بہت قلیل مقدار میں اصلاح کے بعد موسم ،عمر ومزاج وغیرہ سے تعلق رکھنے والے شرائطِ استعمال کو ملحوظ رکھ کر استعمال کیا جائے تو اس سے بغیر کسی مضرت کے اندیشہ کے نہایت ہی بہتر اور نفع بخش نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

کشتہ جات کے استعمال کرنے کے مواقع:

حکیم اجمل خاں کشتہ جات کے استعمال کے مواقع پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس قسم کے کشتہ جات کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ انہیں صفراوی و دموی مزاج کے لوگوں کو استعمال کرائے جائیں اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ انہیں امراضِ صفراویہ و دمویہ میں دیا جائے۔ بلکہ اکثر حالات میں یہی مناسب ہوتا ہے کہ وہ امزجۂ بلغمیہ میں استعمال کرائے جائیں اور ان کا استعمال بلغمی امراض میں کیا جائے۔ ان حالات میں یہ بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص کشتہ جات کو صفراوی و دموی مزاج والوں کو یا صفراوی یا دموی امراض میں استعمال کرائے گا وہ یقیناً اس سے بُرے آثار و نتائج کو محسوس کرے گا۔اس قسم کے بُرے نتائج ومضرت رساں آثار جو ان کشتوں کے استعمال سے ایسی صورت میں ظاہر ہوں انہیں طبیب و معالج کی غفلت اور اس کی ناواقفیت و جہالت کی طرف منسوب کیا جانا ہی صداقت پر مبنی ہوگا، بمقابلہ اس کے کہ ان مضر آثار کو نفس کشتہ جات کی طرف منسوب کیا جائے۔‘‘

حکیم اجمل خاں کا خیال ہے:

’’صرف کشتہ جات سے ہی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے بلکہ معمولی دواؤں کے غلط استعمال سے بھی اس سے کہیں زیادہ مضرت پیدا ہوتی ہے‘‘۔

مزید لکھتے ہیں:

’’اس قسم کی مضرتیں اور بُرے نتائج کشتہ جات پر ہی کیا منحصر ہیں، بلکہ ان معمولی دواؤں میں بھی اکثر اوقات ہم محسوس کرتے ہیں کہ جو ہمارے یہاں بلا اختلاف استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ مثلاً جس طرح سے وہ مریض جن کے احشاء میں بلغمی ورم ہے یا ان کے معدہ میں بلغمی رطوبات کی کثرت ہے، ان کو لعابِ بہدانہ یا لعابِ سپستاں استعمال کرایا جائے تو یہ بہدانہ وسپستاں ان مذکورہ مریضوں میں غلط استعمال کی وجہ سے واضح اور نمایاں طور پر مضرت رساں آثار پیدا کریں گے اور اگر انہی حالات میں ان دواؤں کو مداومت کے طور پر مسلسل استعمال میں لایا جائے تو یہ ایسے مریضوں کے لیے موجبِ ہلاکت بن جاتی ہیں‘‘۔

اس کے بعد حکیم اجمل خاں نے سنکھیا، تانبہ، گندھک و ہڑتال وغیرہ کے اصلاح اور ان کے استعمال پر روشنی ڈالی ہے‘‘۔

باب دوم:

اس باب میں معترضین کے شکوک وشبہات، جو کشتہ سے متعلق ہیں، کو بیان کیا گیا ہے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اعتراض کو نقل کیا جائے۔

اعتراضِ اول:

اکثر کشتے معدنی چیزوں کے تیار کیے جاتے ہیں اور معدنیات طبیعتِ انسانی کے بالکل متضاد و مخالف ہیں ۔حکیم اجمل خاں اس اعتراض کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’معدنی چیزیں بلاشبہ طبیعتِ انسانی کے مخالف ہوتی ہیں، لیکن اس معاندت اور مخالفت کی بنیا پر جو شبہ وارد کیا گیا ہے وہ ہی شبہ خود معترضین پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ بھی تو بہت سی معدنی چیزوں کو استعمال میں لاتے ہیں نیز اس کے علاوہ معترضین پر یہ بھی اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ نباتات بھی تو طبیعتِ انسانی کے مخالف ہیں۔ گو ان کی مخالفت معدنیات کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے تو پھر ایسی صورت میں ان کا یہ فرض ہے کہ ان دونوں چیزوں کے استعمال کو ترک کر دیں۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ معادن اور نباتات دونوں اگر چہ طبیعتِ انسانی کے مخالف ہیں، لیکن ان کے استعمال کا زمانہ

وہ ہوتا ہے جب کہ انسانی مزاج اعتدال سے تجاوز کر کے غیر مناسب صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایسی صورت میں دوائیں اس غیر مناسب مزاج کے مخالف و مضاد اختیار کی جاتی ہیں، جو اس غیر مناسب مزاج کو دور کر کے سابقہ حالت یعنی طبعی مزاج کو واپس لاتی ہیں اور وہ باوجود طبیعت انسانی کے مخالف ہونے کے جسم میں کوئی ضرر و نقصان اس لیے پیدا نہیں کرتیں کہ دواؤں کی پوری قوت و تاثیر مرض کے مقابلہ اور اس کے دفعیہ میں صرف ہو جاتی ہے اور اس مقابلہ کی وجہ سے ان میں اتنی قوت باقی نہیں رہتی کہ وہ مزاجِ طبعی کو خراب کر کے جسم میں مضرت پیدا کر سکیں''۔

اعتراضِ دوم:

جو لوگ کشتہ استعمال کرتے ہیں، ان کے جسم میں پھوڑے اور پھنسیاں نکل آتی ہیں اور ان کشتوں ہی کے استعمال سے فی الجملہ ان کے خون میں فساد و احتراق پیدا ہو جاتا ہے۔ حکیم اجمل خاں اس اعتراض کا بہت ہی مناسب جواب دیا ہے، لکھتے ہیں:

''دوسرا اعتراض جو کشتہ جات کی حرارت کے بارے میں کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ زمرد، یاقوت، مرجان، ابرک، قلعی، سونا و چاندی کے کشتوں میں اتنی حرارت کہاں ہے کہ جس سے خون میں ہیجان پیدا ہو جائے اس لیے کہ ان میں سے اکثر چیزیں بارد المزاج ہیں اور بعض چیزیں [یاقوت و سونا] حرارت و برودت کے لحاظ سے معتدل ہیں اور وہ حرارت کی جو ان چیزوں میں تکلیس کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے وہ اس قدر نہیں ہوتی کہ جو پھوڑے و پھنسیاں پیدا کر سکے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب انہیں دو چاول کی مقدار میں استعمال کیا جائے۔ البتہ ہڑتال، گندھک، سنکھیا و شنگرف وغیرہ کے کشتے ضرور گرم ہوتے ہیں، لیکن ان چیزوں کے کشتوں کے ساتھ عموماً مرغن شوربے، دودھ گھی وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں۔ ان حالات میں ان مذکورہ کشتوں کی اتنی تھوڑی سی مقدار کس طرح اخلاط میں ہیجان پیدا کر سکتی ہے۔ دران حالیکہ وہ کشتہ بھی ادویۂ مصلحہ کے ذریعہ کافی طور پر مدبر کرنے کے بعد تیار کیے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان چیزوں کی حدت، تیزی و سمّیت بڑی حد تک رفع ہو جاتی ہے اور پھر ان تمام اصلاحات کے بعد وہ محض انہی لوگوں کو استعمال کرائے جاتے ہیں کہ جن کے جسم میں رطوبت کی کثرت ہوتی ہے —— حقیقت صرف اس قدر ہے کہ یہ مذکورہ بالا مضرتیں خواہ وہ کشتوں کے استعمال سے رونما ہوئی ہوں یا دوسری دواؤں کے استعمال سے، محض معالج کی غفلت اور اس کی غلطی کے نتیجہ میں عارض ہوتی ہیں''۔

اعتراضِ سوم:

وہ چیزیں، جن کے کشتے کیے جاتے ہیں دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ بعض از کشتہ اپنی اپنی صورتِ نوعیہ پر باقی رہتی ہیں اور یا تو وہ اپنی صورتوں کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ پس اگر پہلی صورت صحیح ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ پھر کشتہ کرنا بالکل غیر مفید اور ایک امر فضول ہے۔ اس لیے کہ وہ چیزیں صورتِ نوعیہ کے لحاظ سے کشتہ ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں بالکل برابر ہیں اور اگر دوسری صورت صحیح ہے تو پھر ان چیزوں کا ان فوائد و منافع کے لیے استعمال کرنا کہ جو ان کے صورتِ نوعیہ کے متعلق بتلائے جاتے ہیں، بالکل لغو حرکت ہے، اس لیے کہ وہ چیزیں کشتہ ہونے کے بعد اپنی اصلی صورتِ نوعیہ پر باقی ہی نہیں رہتیں، بلکہ وہ تو راکھ ہو جاتی ہیں۔ حکیم اجمل خاں اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''تیسرا اعتراض جو کشتوں کی صورتِ نوعیہ کے متعلق کیا گیا ہے، اس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کشتہ جات اپنی سابقہ صورتِ نوعیہ پر ہی باقی رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے سونا اور چاندی کشتہ ہو جانے پر پھر اپنی پہلی صورت پر واپس آ جاتے ہیں۔ اسی طرح فولاد و خبث الحدید وغیرہ کے کشتہ بھی اپنی سابقہ حالت پر واپس آ جاتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ سونے چاندی کے کشتے ذرا سہولت کے ساتھ اور فولاد و خبث الحدید کے کشتے ذرا دشواری کے ساتھ اپنی سابقہ حالت کی طرف عود کرتے ہیں۔ البتہ بعض چیزوں [مرجان، صدف، مروارید و حجر الیہود وغیرہ] کے کشتے اپنی سابقہ حالت پر نہیں لوٹتے۔ اس کے متعلق صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ جن چیزوں کے کشتے تیار کیے جاتے ہیں، ان میں سے بعض ایسی چیزیں ہیں جو آگ پر پگھل جاتی ہیں، جیسے سونا، چاندی و خبث الحدید وغیرہ اور بعض چیزیں جیسے صدف و قرن الایل وغیرہ ایسی ہیں، جو آگ پر نہیں پگھلتی ہیں۔ لہذا جو چیزیں آگ پر پگھلتی ہیں ان کے کشتے سابقہ حالت کی طرف عود کر آتے ہیں اور جو نہیں پگھلتی ہیں ان کے کشتے سابقہ حالت پر واپس نہیں ہوتے۔ براکلسوس نے اپنے رسالوں میں یہ صراحت کی ہے کہ اجسام کی دو صورتیں ہوتی ہیں، ایک صورت

ظاہری جو تغیر و تبدل کو قبول کرتی رہتی ہے اور دوسری باطنی ہے جو تغیر وفساد کو قبول نہیں کرتی ہے۔ یہ چیز سونے کے کشتے میں مشاہدہ کی جاسکتی ہے کہ سونا کشتہ ہوجانے پر اپنی ظاہری صورت کو ترک کردیتا ہے لیکن اس کی باطنی صورت بدستور باقی رہتی ہے نیز پارہ کے جوہر اور اس کے کشتے میں اسی قسم کی صورت مشاہدہ کی جاتی ہے اور گرم پانی میں بھی ایسا ہی دیکھا جاتا ہے کہ وہ گرم ہونے پر اپنی صورت ظاہری سے خارج ہوجاتا ہے، لیکن اس کی باطنی صورت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے''۔

اس سلسلہ میں معترضین کا یہ کہنا کہ اگر چیزیں کشتہ ہوجانے کے بعد اپنی صورتِ نوعیہ پر باقی رہتی ہیں تو تو پھر کشتہ کرنے سے کیا فائدہ؟ حکیم اجمل خاں اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''صورتِ نوعیہ کے باقی رہنے کے باوجود کشتہ کرنے کا سب سے اہم فائدہ جو اکثر اوقات پیش نظر ہوتا ہے وہ اس چیز کے اثر یعنی فعل کو قوی کرنا اور اس کو سریع النفوذ بنانا ہوتا ہے، جیسا کہ سونے، چاندی، فولاد وخبث الحدید کے کشتوں میں پیش نظر ہوتا ہے اور کبھی چیزوں کی حدت وتیزی کم کرنے کے لیے انہیں کشتہ کی صورت میں لایا جاتا ہے، جیسا کہ مرجان کے کشتہ میں پیش نظر ہوتا ہے اور بعض اوقات شوائبِ ردیہ اور اجزاءِ غریبہ کو پاک وصاف کرنے کی غرض سے بھی کشتے کیے جاتے ہیں، جیسا کہ قرن الایل میں پیش نظر ہوتا ہے۔''

اس کے بعد حکیم اجمل خاں نے کشتہ کے استعمال کے بارے میں بتایا ہے کہ اطباء ماضی میں کا کشتہ جات سے علاج کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اب بھی جو اطباء ان اطباءِ سابقین کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس وقت تک اپنے مریضوں کا کشتہ جات سے علاج کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکیم اجمل خاں نے اطباءِ قدیم میں بالخصوص حکیم محمد اکبر ارزانی کا نام لیا ہے۔

خاتمۂ کتاب:

اس باب میں حکیم اجمل خاں نے کشتہ جات کے فوائد اور ان کی تاثیر کے سلسلہ میں بحث کی ہے۔

حکیم اجمل خاں نے آخر کتاب میں لکھا ہے:

''اس بارہ میں جن حضرات کی فکر وفہم نے صحیح راستہ کو چھوڑ دیا اور جن کی رائے کھلے طور پر غلط نتیجہ پر پہنچی ہے، ان پر افسوس ہی کرنا چاہیے۔ کاش کہ وہ سمجھدار انسانوں کی طرح اس مسئلہ میں غور فرماتے، اگر ایسا ہوتا تو یقیناً وہ کشتہ جات کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتے اور بلا تکلف اس فن میں مہارت رکھنے والے حضرات سے ان کے سیکھنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے''۔

مآخذ

۱- حکیم اجمل خاں، التحفۃ الحامدیۃ فی الصناعۃ التکلیسیہ، افضل المطابع، بار دوم، دہلی، ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

۲- براکلسوس، کتاب الاکسیر فی صناعۃ الکیمیاء، مطبع نامی، لکھنؤ، ۱۹۲۲ء

۳- حکیم عبدالحفیظ، صناعۃ التکلیس، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی، ۲۰۰۵

۴- حکیم سید ظل الرحمٰن، طب یونانی میں اعلیٰ تعلیم، اصولِ تحقیق اور مطالعۂ مخطوطات، ابن سینا اکیڈمی، علی گڑھ، ۲۰۱۱ء

●●●

حکیم نجم الغنی خاں رامپوری ــــــ ایک ہمہ جہت شخصیت

☆حکیم فخر عالم

حکیم نجم الغنی بن عبدالغنی بن عبدالعلی بن عبدالرحمان بن محمد سعید رام پوری کا شمار انیسویں صدی کی ممتاز علمی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ ۱۲۷۶ھجری مطابق ۱۸۵۹ء میں رام پور میں ولادت ہوئی۔ ان کے والد ریاست اودے پور میں ملازم تھے، لہٰذا وہ اپنے والد کے ساتھ اودے پور چلے گئے تھے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ رام پور آ گئے اور یہاں انہوں نے مولوی ظہور حسین، شیخ ارشاد حسین اور علامہ عبدالحق بن فضل حق خیرآبادی سے کتبِ درسیہ کی تحصیل کی۔ حدیث کی تعلیم سید حسن شاہ اور سید محمد شاہ سے حاصل کی۔ فنونِ ادبیہ کی تعلیم شیخ محمد طیب بن محمد صالح کاتب مکّی سے پائی۔ طب کی تعلیم اپنے ماموں حکیم محمد اعظم خاں رام پوری سے حاصل کی، جن کا شمار اپنے عہد کے حاذق اور کثیر التصنیف طبیبوں میں ہوتا ہے۔ حکیم اعظم خاں کے علاوہ حکیم حسین رضا لکھنوی اور حکیم احمد رضا سے بھی طب کی تحصیل کی۔

حکیم نجم الغنی ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ انہیں عربی، فارسی اور اردو زبان پر قدرت حاصل تھی۔ ان تینوں زبانوں میں انہوں نے تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ وہ بیک وقت مورخ، ادیب، لغت نویس اور ماہرِ منطق و فلسفہ تھے۔ انہوں نے علم کلام، فقہ و اصولِ فقہ، طب اور تصوف جیسے موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے۔

حکیم نجم الغنی کی تصانیف کی کثرت اور ان کے موضوعاتی تنوع سے ان کی علمی ہمہ جہتی اور ان کے علمی رتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر جو علمی ورثہ یادگار چھوڑا ہے، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- اخبار الصنادید: آٹھ سو سے زائد صفحات پر محیط یہ کتاب روہیل کھنڈ کے پٹھانوں کی تاریخ پر مشتمل ہے، یہ رضا لائبریری رام پور سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی ہے۔

۲- بحر الفصاحت: یہ علم معانی، بیان، بدیع، عروض و قافیہ کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

۳- نہج الادب: اس میں فارسی زبان کے صرف و نحو بیان کیے گئے ہیں۔

۴- رسالہ نجم الغنی: یہ رسالہ نہج الادب کا انتخاب ہے۔

۵- منتہی القواعد معروف بہ قواعد حامدی: یہ بھی نہج الادب کا انتخاب ہے۔

۶- تہذیب العقائد: یہ رسالہ علم کلام میں ہے اور عقائدِ نسفی کی شرح ہے۔

۷- تعلیم الایمان: فقہ اکبر کی ضخیم شرح ہے۔

۸- مذاہب الاسلام: اس میں تمام اسلامی مسلکوں کی تفصیل ہے۔ یہ کتاب ایک بار تاریخ مذاہب اسلام کے نام سے چھپی ہے۔

۹- تذکرۃ السلوک: اس کتاب میں علم تصوف کا بیان ہے، اس کتاب میں مصطلحات صوفیہ کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔

۱۰- میزان الافکار: یہ فن منطق میں ہے۔

۱۱- شرح نکتہ رسائل عبدالواسع: حروف تہجی اور اعدادِ مفردہ و مرکبہ میں تطبیق کا بیان ہے۔

☆ ریسرچ آفیسر، [طب یونانی]، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۲- سلک الجواہر فی احوال البواہر: یہ داؤدیہ بوہروں کی تاریخ ہے۔
۱۳- شرح چہل کاف: اس رسالہ میں آیاتِ قرآنی سے فال نکالنے کی ترکیب بتائی ہے۔
۱۴- القول الفیصل فی شرحِ الطہر المتخلل: شرح وقایہ کے طہر متخلل کے بیان کو حل کیا ہے۔
۱۵- مختصر الاصول: یہ اصول فقہ کا انتخاب ہے۔
۱۶- مزیل الغواشی: یہ اصول الشاشی کی شرح ہے۔

مذکورہ سطور میں حکیم نجم الغنی کی جن تصانیف کا تذکرہ ہے وہ غیر طبّی موضوعات کی ہیں، یہاں ان کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ حکیم صاحب کے علمی مرتبہ اور متنوع علمی شخصیت سے قاری واقف ہو سکے۔

حکیم نجم الغنی نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ اخبار الصنادید سے ان کی مورخانہ شان کا اظہار ہوتا ہے اور تاریخ میں ان کی گہری بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ اسلامیات اور دوسرے موضوعات کی تصانیف کا بھی یہی معاملہ ہے۔ وہ جس موضوع پر لکھتے ہیں اس کی گہرائیوں اور تہ تک پہنچ کر مواد تلاشتے ہیں۔ طب پر ان کی کتابوں کو دیکھ کر ایک ماہر عالم طبیب کا پیکر سامنے آتا ہے۔ طب سے متعلق انہوں نے دو اہم تالیفات یادگار چھوڑی ہیں۔ طبّی موضوعات میں علم الادویہ کے میدان میں انہیں اختصاص حاصل تھا۔ ادویۂ مفردہ و مرکبہ پر انہوں نے دو نہایت بیش قدر کتابیں تالیف کی ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے عنوانات پر ماخذ اور مرجع کا درجہ رکھتی ہیں۔

۱- خزائن الادویہ:

اس کا شمار ادویۂ مفردہ کی جامع ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ نجم الغنی نے یہ کتاب اردو زبان میں تالیف کی ہے، حالانکہ ان کے استاذ اور ماموں حکیم اعظم خاں کی ساری کتابیں فارسی زبان میں ہیں۔ مگر نجم الغنی نے عصری لسانی تقاضوں کو محسوس کر کے اردو زبان کو اپنی طبّی تالیفات کا وسیلہ بنایا۔ چار ضخیم جلدوں میں یہ کتاب نہ صرف ضخامت کے اعتبار سے، بلکہ اپنے منفرد تالیفی انداز اور تحقیقی اسلوب کے باعث طب کے ادویاتی ذخیرہ میں قدر و اہمیت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد اب تک اس پایہ کی کتاب ادویۂ مفردہ پر تالیف نہیں کی گئی۔ چونکہ اس کتاب کی زبان اردو ہے اور آج یہی زبان طب کی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مقصد سے رائج ہے۔ مزید برآں ہمارے عہد کے طبیبوں کا مبلغِ علم اسی زبان تک محدود ہے، اس لیے یہ ہمارے عہد میں ادویۂ مفردہ کی سب سے زیادہ رجوع کی جانے والی کتاب ہے۔

بالعموم یہ کتاب چار جلدوں میں دستیاب ہے۔ مگر خزائن الادویہ کا میرے پیش نظر نسخہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۹۲۶ء میں برقی پریس لاہور سے طبع ہوا ہے۔ حکیم نیر واسطی نے بھی اس کی اشاعت کا تذکرہ کیا ہے۔ کتاب کے ابتدائی ساڑھے تین سو صفحات میں ادویہ کی تاریخ اور دیگر تمہیدی باتوں کے علاوہ کلیاتِ ادویہ سے متعلق مختلف موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔

اس کتاب میں مؤلف نے یونانی، آیورویدک اور کسی قدر ایلوپیتھک کے ادویاتی مآخذ سے استفادہ کر کے ان طبوں کی دواؤں کی تفصیل کو نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کیا ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کی جمع و تدوین میں جن کتابوں سے رجوع کیا ہے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱- ویدک مآخذ:

۱- نگھنٹ سنگرہ، ۲- آرے اوشدھ، ۳- ابھے نونگھنٹ، ۴- انبھوت چکتسا ساگر ۵- نگھنٹ سالگ رام، ۶- شاریرک آنے ویدک شاستر، ۷- ون اوشدھی، ۸- بھاؤپرکاش، ۹- نگھنٹ مدن پال۔

۲- عربی مآخذ:

۱- رسالہ خواص حکیم ابوالعلا بن زُہر، ۲- غنیٰ منیٰ [غنا منا] مؤلفہ بہرام بن محمد قلانسی، ۳- کتاب الذخیرہ مؤلفہ محمد بن زکریا رازی، ۴- حاوی مؤلفہ محمد بن زکریا رازی، ۵- کامل الصناعۃ مؤلفہ علی بن عباس مجوسی، ۶- اکمل الصناعۃ مؤلفہ حاذق الملک محمد کاظم، ۷- قانون مؤلفہ ابن سینا، ۸- شرح کلیات قانون مؤلفہ شمس الدین محمد بن محمود آملی شیعی، ۹- شرح معالجات قانون موسوم بہ موارد الحکم، ۱۰- توضیحات القانون شرح قانون، ۱۱- تنقیح القانون مؤلفہ ابن جمیع، ۱۲- شرح قانون مؤلفہ قرشی، ۱۳- شرح قانون مؤلفہ سدید گازرونی مسمیٰ بروضۃ الاطباء، ۱۴- غایۃ المفہوم، شرح قانون مؤلفہ اسحاق بن اسماعیل، ۱۵- شرح قانون مؤلفہ حکیم گیلانی،

۱۶-ترجمہ کتاب الخواص مؤلفہ علاء الدین کرشالف بن علی والی مازندران موسم بہ خواص علائیہ، ۱۷-رسالۃ المنتخبۃ مؤلفہ تجمل حسین، ۱۸-حاوی فی التداوی، ۱۹-شرح موجز مسمے بالتحفۃ العلویہ وایضاح العلیہ مؤلفہ حکیم سید علوی خان، ۲۰-کنز الحکماء ومطلب الاطباء والعلماء، ۲۱-جامع الصنائع مؤلفہ محمد کاظم، ۲۲-تقویم الادویہ مؤلفہ ابوالفضل حبیش بن ابراہیم المطبب، ۲۳-حل المشکلات، ۲۴-شمس الدرر تالیف عبدالرحمٰن بن احمد، ۲۵-معتمد تالیف یوسف بن عمر، ۲۶-رسالہ ادویۂ قلبیہ مؤلفہ بوعلی سینا، ۲۷-شرح موجز مؤلفہ ابن مبارک محمد حکیم، ۲۸-ابرقوہی مؤلفہ شیخ محمد بن اسحاق، ۲۹-منہاج البیان، ۳۰-تذکرۃ الہادیہ، ۳۱-زادالمسافر تالیف شیخ ابوجعفر احمد معروف بہ ابن الجزار، ۳۲-جامع ابن بیطار، ۳۳-مرشد مؤلفہ احمد بن محمد معروف بہ تمیمی، ۳۴-کتاب الفتح فی التداوی من صنوف الامراض والشکاوی مؤلفہ ابوسعید مغربی، ۳۵-کتاب الرحلہ تصنیف ابوالعباس نباتی، ۳۶-کتاب الفلاحۃ تالیف غافقی ۳۷-مالایسع الطبیب جہلہ، ۳۸-تذکرۃ اولوالالباب، ۳۹-مائۃ مسیحی تالیف ابوسہل مسیحی، ۴۰-درالمفاخر تالیف احمد بن محمد حسینی، ۴۱-طب قدیم مؤلفہ محمد بن احمد، ۴۲-مغنی مؤلفہ شیخ ضیاء الدین معروف بہ ابن بیطار، ۴۳-شرح کلیات قانون تالیف محمود بن مسعود شیرازی جنہیں علامہ قطب الدین شیرازی بھی کہتے ہیں، ۴۴-کافیہ مؤلفہ مسیح بن حکم، ۴۵-مجموعہ رسائل قلمی شیخ الرئیس، ۴۶-رسائل العرجا مد نجیب الدین محمد بن علی بن عمر سمرقندی، ۴۷-کناش المنصوری مؤلفہ زکریا رازی، ۴۸-کنزالاختصاص ودرۃ الغواص فی معرفۃ الخواص تالیف شیخ عزالدین ابی العباس احمد بن محمد، ۴۹-منہاج الطب، ۵۰-اسرارالطب مؤلفہ حکیم مسعود، ۵۱-شفاء الاسقام ودواء الآلام مؤلفہ خضر بن علی بن خطاب، ۵۲-تلویحِ جخندی، ۵۳-برء الساعۃ مؤلفہ زکریا رازی، ۵۴-ذخیرہ ثابت بن قرۃ الحرانی، ۵۵-دستور العجائب مؤلفہ داؤدانطاکی، ۵۶-اصول التراکیب مؤلفہ نجیب الدین سمرقندی، ۵۷-فردوس الحکمۃ، ۵۸-بستان الاطباء وروضۃ الالباء مؤلفہ ابونصر سعد بن الیاس، ۵۹-تقویم الابدان فی تدبیر الانسان، ۶۰-رسالہ طبخ مؤلفہ ابراہیم بن اسحاق، ۶۱-شرح مسائل حنین تالیف ابن ابی صادق، ۶۲-منہاج الدکان ودستور الاعیان لابی المنے ابن ابی نصر العطار الاسرائیلی الہارونی، ۶۳-مصباح الادویہ ومقیاس الاشربہ مؤلفہ علی اصغر بن محمد باقر اصفہانی۔

۳-فارسی مآخذ

۱-طب الشیعہ مؤلفہ میر حبیب اللہ خان المخاطب بہ سید بہادر علی خان استرآبادی، ۲-طب شفائی خانی، ۳-ذخیرۂ اکبرشاہی، ۴-ذخیرۂ خوارزم شاہی مؤلفہ شرف الدین اسماعیل جرجانی، ۵-گنج بادآورد، ۶-خلاصۃ الشروح ازمولوی غلام امام، ۷-جواہرالادویہ مؤلفہ حکیم محمد ابراہیم خاں، ۸-مجربات فرنگی ۹-طبِ غرباء مؤلفہ حکیم غلام امام، ۱۰-طبِ سکندری مؤلفہ سکندر علی، ۱۱-ریاض الفوائد مؤلفہ حکیم حاذق محمد بن محمد افضل بدخشانی، ۱۲-قسطاس الاطباء، ۱۳-خیرالتجارب، ۱۴-اغراض الطبیّہ والمباحث العلائیہ، ۱۵-معدن الشفاء، ۱۶-قرابادین قلانسی، ۱۷-زبدۂ قوانین العلاج مؤلفہ محمد بن علاء الدین، ۱۸-خلاصۃ الحکمت، ۱۹-لوامع الشبریہ فی علاج امراض البشریہ مؤلفہ حسین شبرفاطی، ۲۰-احسن القرابادین مؤلفہ حکیم احسن اللہ خاں، ۲۱-بضاعۃ الاطباء مؤلفہ حکیم رحم علی خاں، ۲۲-تحفۂ عالم شاہی مؤلفہ حکیم شریف خاں، ۲۳-خلاصۃ التجارب، ۲۴-دستورالاطباء، ۲۵-تفریح الجنان مؤلفہ سید محمد مشرف معروف بہ سید لطیف رسول، ۲۶-اختیارات قاسمی مؤلفہ ابوالقاسم فرشتہ، ۲۷-اختیارات بدیعی، ۲۸-فصول الاغراض شرح حدود الامراض، ۲۹-قرابادین علوی خاں، ۳۰-اطعمہ مرضیٰ مؤلفہ حکیم محمد کاظم بن حکیم روشن ضمیر، ۳۱-منقولات اسحاقیہ، ۳۲-بازنامہ مؤلفہ مولانا محبّ علی الملقب بہ خان خاص، ۳۳-صید المراد فی قوانین الصیاد، ۳۴-علاج الغرباء بزبان فارسی نسخہ قلمی، ۳۵-لذت النساء مؤلفہ خواجہ ضیاء الدین نخشی۔

۴-لغات:

۱-قاموس عربی وانگریزی مؤلفہ یوحنا، ۲-قاموس طبّی انگریزی وعربی مؤلفہ ڈاکٹر خلیل خیراللہ، ۳-دائرۃ المعارف مطبوعہ بیروت، ۴-تاج الاسامی، ۵-جاسوس علی القاموس، ۶-نوادرالالفاظ، ۷-سراج اللغات، ۸-فرہنگ رشیدی، ۹-مدارالافاضل، ۱۰-شرف نامہ مؤلفہ ابراہیم قوام، ۱۱-فرہنگ حسینی، ۱۲-فردوس اللغات، ۱۳-جواہرالحروف، ۱۴-مثمرالفوائد، ۱۵-سامی فی الآسامی، ۱۶-ناموس، ۱۷-تاج العروس، ۱۸-ترجمان اللغۃ مؤلفہ مولانا محمد یحییٰ بن محمد شفیع، ۱۹-قابوس مؤلفہ مولوی محمد حبیب اللہ، ۲۰-مصباح المنیر، ۲۱-الالفاظ الفارسیۃ المعربۃ، ۲۲-اقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد مؤلفہ سعید الخوری الشرتونی اللبنانی مطبوعہ بیروت۔

حکیم نجم الغنی نے مندرجہ کتب کے علاوہ خزائن الادویہ کی تالیف میں محیط اعظم سے بطور خاص استفادہ کیا ہے۔اس کے مؤلف حکیم اعظم خاں، حکیم نجم الغنی رام پوری کے سگے ماموں ہیں اور انہیں کے زیر تربیت حکیم نجم الغنی نے طب کی تحصیل کی ہے۔لیکن محیط اعظم سے استفادہ کے سلسلہ میں حکیم نجم الغنی کا رویہ نہایت ناقدانہ رہا اور انہوں نے اعظم خاں کی بہت سی فروگزاشتوں اور تالیف وترتیب کی خامیوں کو اجاگر کیا ہے۔اس سے حکیم نجم الغنی کی محققانہ روش اور غیر جانبدارانہ طرز تالیف کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے قرابت داری اور استاذی رشتہ سے الگ ہوکر خالص فنّی زاویۂ نگاہ سے محیطِ اعظم کا مطالعہ اور اس سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔

خزائن الادویہ کی تمہیدی گفتگو میں نجم الغنی نے محیطِ اعظم کے تعلق سے جن آراء کا اظہار کیا ہے وہ نہایت اہم اور قابل غور ہیں۔حکیم نجم الغنی نے محیطِ اعظم کی درج ذیل فروگزاشتوں کا ذکر کیا ہے۔

۱- اس میں بہت سی تفصیلات شامل ہونے سے رہ گئی ہیں، حالانکہ حکیم محمد اعظم خاں نے اپنی دوسری تالیفات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
۲- ایک مقام پر کسی لفظ کو ثابت کیا ہے اور دوسری جگہ اس کی تردید کی ہے۔
۳- بعض دواؤں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یونانی طبیبوں نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے اور پھر کسی مقام پر اس کا یونانی نام اور افعال وخواص تحریر کرتے ہیں۔
۴- بعض جگہوں پر یہ حوالہ درج ہے کہ اس دوا کا بیان اس کے مترادف نام کے ذیل میں ہے، مگر محیطِ اعظم میں وہ مترادف نام شامل نہیں ہے۔
۵- ایک ہی نام یا الگ ناموں سے ایک بات مکرر بیان کی ہے۔
۶- کہیں کہیں غیر ضروری اختصار سے کام لیا ہے۔
۷- بعض مقامات پر غیر ضروری طوالت سے کام لیا ہے۔
۸- بعض جگہوں پر معروف ناموں کے بجائے غیر معروف ناموں سے دواؤں کو بیان کیا ہے۔
۹- بہت سی معروف دواؤں کو چھوڑ دیا ہے، مثلاً برنج فارسی۔
۱۰- بہت سے مقامات پر محیط اعظم کے بیان میں اختلاف اور تضاد ہے۔
۱۱- بہت سی غیر محقق باتوں کو نقل کر دیا ہے، حالانکہ اب یہ ثابت اور محقق ہیں۔
۱۲- بیشتر مقامات پر ادویہ کی نئی معلومات کے بجائے ان سے متعلق رسمی اور تقلیدی باتوں کو درج کیا ہے۔
۱۳- کہیں کہیں خلافِ واقعہ باتوں کو تحریر کیا ہے۔
۱۴- کہیں مشہور نام کے بجائے غیر معروف ناموں سے ادویہ کا بیان ہے، مثلاً تارپین کا تذکرہ ٹرپن ٹائن میں لکھا ہے۔
۱۵- بہت سی دوائیں جنہیں وہ محیطِ اعظم میں ذکر کرنا چاہتے تھے اور مجھ سے ان کے ذکر کرنے کا تذکرہ بھی کیا تھا، مگر اسے ذکر نہیں کر سکے۔
۱۶- اکثر دواؤں میں منتشر اور مختلف اقوال کو نقل کر کے مطلب کو الجھا دیا ہے۔
۱۷- بعض دواؤں کے بارے میں انہوں نے زبانی طور پر مجھ سے کچھ اور بیان کیا ہے مگر محیطِ اعظم میں اس کا تذکرہ مختلف ہے۔
۱۸- بعض مقامات پر نہایت سرسری طور پر اور غیر محققانہ انداز میں لکھا ہے۔
۱۹- ایک ہی شی کی تعریف مختلف مقامات پر الگ الگ عنوان اور جداگانہ طریقہ سے کی ہے۔جس سے مطلب تک رسائی میں دشواری ہوتی ہے۔
۲۰-کہیں تعریف مجہول شی کے ساتھ بیان کی ہے۔
۲۱-ایک ہی لفظ کو کہیں کسی زبان کا بتایا ہے اور کہیں کسی اور زبان کا بتایا ہے۔
۲۲- بعض دواؤں کی مقدارِ خوراک مجہول وزنوں کے ساتھ لکھ دی ہے۔
۲۳- منقول عنہ کی عبارت غلطیوں اور تسامحات کی اصلاح کے بغیر من وعن نقل کر دی ہے۔
۲۴- ہندی دواؤں کا ذکر اصل مآخذ کے بجائے ثانوی حوالوں سے کیا ہے۔
۲۵- اکثر دواؤں کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر حقیقت نفس الامری متحقق نہ ہوئی، بلکہ اس کی اصلیت میں شبہہ رہا۔
۲۶- ایک ہی دوا کے بیان میں محیطِ اعظم میں کسی کتاب کی تقلید کی ہے اور اپنی دوسری تالیف میں کسی اور مصنف کی۔
۲۷- ایک جگہ تو کہا ہے کہ یہ چیز فلاں قوم کے نزدیک گرم ہے اور دوسری جگہ بتایا کہ اس قوم کے نزدیک سرد ہے۔
۲۸- بعض ناموں کو اس طرح لکھا ہے کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نام اصل میں کس کا ہے۔
۲۹- عربی عبارتوں کا ترجمہ لفظی کیا ہے اور کہیں کہیں یہ ترجمہ خلافِ مقصود واقع ہوا ہے۔

۳۰- اعراب کے بیان میں سہولت کے خلاف لکھا ہے۔

۳۱- محیطِ اعظم کے مؤلف نے تنقید و تنقیح کے بغیر تمام رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے۔

۳۲- بعض دواؤں کا بیان متبذل نام کے ساتھ کیا ہے۔

۳۳- بہت سے ناموں کی دواؤں کی تعریف چھوڑ دی ہے، حالانکہ یہ مفردات کی ایک ضروری بات ہے۔

۳۴- کہیں تعریف تو لکھ دی ہے، مگر خواص و فوائد کا بیان چھوڑ دیا ہے۔

۳۵- ایک مقام پر ایک چیز کے پہلے جزء کے مقابلہ میں دوسرے جزء کو قوی یا کمزور لکھ دیا ہے اور دوسرے مقام پر اس کے برعکس تحریر کیا ہے۔

۳۶- بعض مقامات پر دو قول باہم متناقض معلوم ہوتے ہیں۔

۳۷- بعض جگہوں پر صرف و نحو کے قواعد اور جمہور کے طرز کے خلاف لکھا ہے۔

۳۸- کہیں ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ایک چیز کے دو مترادف ناموں کو ایک ہی نام کا دو جزء سمجھ لیا ہے۔

۳۹- کہیں کہیں مقدارِ خوراک اور بدل وغیرہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اسے دیکھ کر ذہنی انتشار ہوتا ہے۔

۴۰- بعض دواؤں کا بیان نہایت مشتبہ حالت میں ہے۔

۴۱- بعض دواؤں کی تشبیہ نہایت بھونڈے پن کے ساتھ نقل کی ہے، جس سے اصل مطلب واضح نہیں ہو پاتا ہے۔

۴۲- بعض الفاظ کے اعراب اس طرح بیان کیے ہیں کہ تلفظ سخت دشوار ہو گیا ہے۔

۴۳- نمکیات کا بیان بہت غیر منضبط ہے۔

۴۴- تفسیر مفسر سے ہمیشہ اوضح و اشہر ہوتی ہے، مگر حکیم محمد اعظم خاں سے کہیں کہیں اس کے خلاف واقع ہوا ہے۔

۴۵- بعض بیان سے بالکل سہوالذکر پایا جاتا ہے۔

۴۶- وید بلغم کو کف کہتے ہیں، مگر حکیم اعظم خاں نے بعض دواؤں کے ذیل میں اس طرح بیان کیا ہے کہ کف اور بلغم جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔

۴۷- بعض چیزوں کا حلیہ اصل مقام کے بجائے کسی دوسری مقام پر تحریر کیا ہے۔

۴۸- کہیں قسم شئی کو مقسم یعنی خود وہ شئی بنا دیا ہے۔

۴۹- بعض اسماء کے ادویہ میں تجنیس محرف کا موقع آ گیا ہے، یعنی دو لفظ حرفوں کی ہیئت میں مختلف پائے گئے اور نوع اور عدد اور ترتیب میں متفق۔

۵۰- دواؤں کے ذیل میں کچھ غیر متعلق باتیں درج ہو گئی ہیں۔

۵۱- محیطِ اعظم میں بعض اشارے ایسے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ تحریر کرنا چاہتے تھے، مگر یہ باتیں ضبطِ تحریر میں آنے سے رہ گئی ہیں۔

۵۲- بعض ناموں کے قریب قریب اور ہم شکل ہونے کی وجہ سے، باوجود مباینت کے ان کے ترجموں میں ترادف مان لیا ہے، مثلاً 'فو' یونانی لفظ ہے اور 'فوۃ' لغت عربی ہے۔ 'فو' کو ہندی میں 'چھال گری' اور 'فوۃ' کو 'مجیٹھ' کہتے ہیں، مگر حکیم اعظم خاں نے چھال گری میں لکھا ہے کہ مجیٹھ کا نام ہے۔

۵۸- کہیں کہیں مترادفات کو الگ الگ نام سمجھ لیا ہے۔

۵۹- بعض ناموں کی تشریح اس طرح کی ہے کہ ان کا مترادف لفظ تو نہیں بتایا، بلکہ لفظی ترجمہ سا کر دیا ہے۔

۵۵- کہیں کہیں ویدک مصطلحات کی تفسیر غلط کی ہے۔

۵۶- بعض ہندستانی دواؤں کو غیر ممالک کی دواؤں کے مطابق ثابت کیا ہے اور دونوں کو ایک چیز مان لیا ہے، حالانکہ ان کی نوعیں جداگانہ ہیں۔

۵۷- بعض دواؤں کا حلیہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس سے بُعد لازم آتا ہے۔

۵۸- بعض غلطیاں انتہاء درجہ کی غلط فہمی پیدا کرتی ہیں۔

۵۹- بعض جگہ منقول عنہ کے مؤلف کے نام میں اہمال ڈال دیا ہے۔

۶۰- بعض دواؤں کا مزاج بیان کرنے میں نہایت نامنقح باتیں لکھی ہیں۔

۶۱- بعض جگہوں پر غیر متعلق باتوں کا ذکر کیا ہے، جن کا مفردات سے تعلق نہیں ہے۔

۶۲- ایک دوا کی ساری تفصیل ایک جگہ تحریر نہیں کی ہے، بلکہ اس کے احوال کا کچھ حصہ تو اس کے نام کے ساتھ لکھا ہے اور کچھ حصہ کسی دوسری جگہ بیان کیا ہے۔

۶۳- نقل عبارت میں بہت غلطیاں کی ہیں۔

۶۴- ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی چیز کو تحقیق کرنا چاہا مگر کتابوں سے رجوع کرنے کے بجائے اپنی رائے سے احتمال نکال کر چھوڑ دیا۔

۶۵- بعض جگہوں پر مشبہ بہ غیر واضح ہے۔
۶۶- تصحیح کا اہتمام نہ کرنے کے باعث بعض جگہوں پر بڑی غلطیاں رہ گئی ہیں۔
۶۷- اول کسی بات کو صاف کہا ہے پھر اس کو مبہم کردیا ہے۔
۶۸- کہیں کہیں الفاظ کی قیود بیان کرنے میں مسامحت کی ہے۔
۶۹- کہیں کہیں حذاق کی طرف غلط بات بھی منسوب کردی ہے۔
۷۰- دیباچہ میں لکھا ہے کہ حرفِ ثانی کی رعایت بھی رکھی گئی ہے، تاکہ طالب علم کو دوا تلاشنے میں تکلیف نہ ہو، مگر ادویہ کے ناموں کی ترتیب میں اس کا اہتمام نہیں کیا ہے۔

حکیم نجم الغنی نے محیط اعظم کے سلسلہ میں جو نقد و جرح کیے ہیں، مذکورہ سطور میں انہیں اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس قدر نقد و جرح کے باوجود انہوں نے محیطِ اعظم کی جامعیت کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''بہر صورت جو کچھ ہے محیط اعظم ایسی جامع کتاب واقع ہوئی ہے کہ طالب علم کو جو اس سے فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ وہ کسی دوسری کتاب سے یکجائی طور پر حاصل نہیں ہوسکتا ہے''۔

محیطِ اعظم کے سلسلہ میں حکیم نجم الغنی کی تنقیدات شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے کی غایت یہ ہے کہ بالعموم ترتیب و تالیف میں اس طرح کی خامیاں در آتی ہیں، لیکن حکیم نجم الغنی نے خزائن الادویہ کی تالیف میں ان غلطیوں سے بچنے کی حد درجہ کوشش کی ہوگی۔

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں جو مآخذ حکیم نجم الغنی کے پیش نظر رہے، ان کی تفصیل بھی مذکورہ سطور میں پیش کی گئی ہے۔ مآخذ کی اس طویل فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ خزائن الادویہ کے مؤلف نے دیسقوریدوس اور جالینوس سے لے کر اپنے عہد تک کی تمام ادویاتی معلومات کو یکجا کرنے کے علاوہ آیورویدا اور جدید طب کی اہم معلومات کا بھی اس کتاب میں احاطہ کرلیا ہے۔

۲-قرابادین نجم الغنی:

یہ مؤلف کی دوسری اہم تالیف ہے، اس میں انہوں نے متقدمین کے علاوہ بہت سے اپنے وضع کردہ نسخے بھی شامل کیے ہیں۔ مؤلف نے واضعین کے ناموں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ قدماء کے نسخے ان کے ناموں کے حوالوں کے ساتھ درج کیے ہیں۔ نسخوں کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے قائم کی گئی ہے۔ اس قرابادین کی تالیف میں آیورویدک قرابادینوں سے استفادہ کرکے مؤلف نے بہت سے ویدک مرکبات کی تفصیل بھی تحریر کی ہے۔

انیسویں صدی کی طبّی تاریخ میں حکیم نجم الغنی کا نام نہایت اہم ہے۔ انہوں نے اپنی بیش قدر تالیفات کے ذریعہ یونانی طب کے علمی سرمایہ میں قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے دور کے حاذق اور عالم طبیب تھے۔ ان کی ذہنی اور فکری تربیت میں حکیم اعظم خاں کا بہت اہم کردار ہے۔ اس کے علاوہ وہ رضاء لائبریری رامپور کی ملازمت سے بھی وابستہ رہے ہیں، چنانچہ ملازمت کے دوران انہیں لائبریری کے ذخیرۂ مخطوطات و مطبوعات سے بھی کافی استفادہ کا موقع ملا۔ اس کا اظہار ان کی کتابوں میں درج حوالوں سے ہوتا ہے۔

۲۵ صفر ۱۳۵۱ھ میں وفات پائی۔ حکیم نجم الغنی نے طویل عمر پائی اور تاعمر علم و فن کی آبیاری میں مصروف رہے۔

مطالعاتی مآخذ

۱- نزہۃ الخواطر، جلد ۸، عبدالحیٔ حسنی، دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدرآباد، اشاعتِ ثانی ۱۹۸۱ء
۲- اخبار الصنادید [حصۂ اول]، تالیف حکیم محمد نجم الغنی خاں رامپوری، رضاء لائبریری رامپور، ۱۹۹۷ء
۳- خزائن الادویہ [جلد ۱] حکیم محمد نجم الغنی خاں رامپوری، برقی پریس، لاہور، ۱۹۲۶ء
۴- قرابادین نجم الغنی، حکیم نجم الغنی، مطبع منشی نول کشور، اشاعتِ ثانی ۱۹۲۸ء
۵- تاریخ روابط پزشکی ایران و پاکستان، حکیم نیر واسطی، موسسہ مطالعات تاریخ پزشکی طبِ اسلامی و مکمل، ایران عکسی اشاعت، بہمن ماہ ۱۳۸۲

●●●

سنگِ گردہ ومثانہ: چند معالجاتی نکتے

☆طبیبہ رفعت خانم
☆☆پروفیسر حکیم محمد عارف اصلاحی

پتھری کو عربی زبان میں حصاۃ، فارسی میں سنگ اور انگریزی میں اسٹون کہتے ہیں اور پتھری بننے کے عمل یا تجسیم وتشکیلِ حصاۃ کے لیے فارمیشن آف اسٹون کے الفاظ وضع کیے گئے ہیں۔

دسویں صدی عیسوی کے ربعِ اول تک کے منتشر طبّی شیرازے کو یکجا کر دینے والے محمد بن زکریا رازی [وفات: ۹۲۵ء] اور پھر وہاں سے بیسویں صدی عیسوی کے نصف اوائل تک کی تقریباً پوری طبّی تحقیقات کا احاطہ کر لینے والے حکیم محمد کبیر الدین [وفات: ۱۹۷۶ء] نے اپنی تصنیفات وتالیفات میں اس پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔[۱]

آج انفیکشن [تعدیہ] اور امراضِ غدۂ مذی کے نتیجہ میں لاحق ہونے والے مجاریِ بول کے اعراض میں پتھری کے مریضوں کی تعداد روز افزوں بڑھ رہی ہے۔ جس میں عورت کی بہ نسبت مرد زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ جب کہ مجاریِ صفراء میں پتھری کی شکایت عورتوں میں زیادہ دیکھی جاتی ہے۔

اسباب:

حصاۃِ کلیہ ومثانہ کے اسباب وعوامل میں انسان کے غذائی معمولات کے علاوہ اس کے جغرافیائی حالات اور جینیاتی پسِ منظر کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ میڈیکل سائنس کہتی ہے:

"Distal renal tubular acidosis may be transmitted as a hereditary trait , and urolithiasis occurs in upto 75% of the patients affected with this disorder"[2]

زیادہ مرطوب ونمناک یا راجستھان جیسے تیز درجۂ حرارت اور گرمی والے علاقوں میں بود وباش اختیار کرنے والوں میں symptomatic ureteral پتھری کے واقعات زیادہ ملتے ہیں اور شاید اسی وجہ سے ایسے علاقوں کو 'بلاد الحصاۃ' کہا گیا ہے۔[۳]

میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ سوڈیم اور پروٹین کا کثرتِ استعمال خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ سوڈیم کا زیادہ مقدار میں استعمال کیلشیم اور سوڈیم کے اخراج کو بڑھا دیتا ہے نیز مونو سوڈیم یوریٹ کے سیچوریشن کو بھی بڑھا دیتا ہے، جو پتھری بننے میں nidus کا کام کر سکتا ہے۔ اسی طرح کیلشیم، فاسفیٹ کے تناسبی سیچوریشن کو بھی بڑھا دیتا ہے، بولی سٹریٹ کو کم کر دیتا ہے اور پروٹین کا زیادہ مقدار میں استعمال کیلشیم آگزیلیٹ اور یورک ایسڈ کے اخراج کو بڑھا دیتا ہے، پیورین اور آگزیلیٹ کے زیادہ استعمال سے کبھی مبتلائے مرض رہ چکے افراد کے اندر پتھری بننے کے امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے، البتہ شکریات وشحمیات [carbohydrates & fats] کا کوئی عمل دخل پتھری بننے میں ثابت نہیں ہو سکا ہے۔

☆ ریسرچ آفیسر [یونانی طب]، ایس-۴ سنٹرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، لکھنؤ
☆☆ شعبۂ معالجات، ارم یونانی میڈیکل کالج، لکھنؤ Masslahi99@gmail.com

جدید میڈیکل سائنس نے جوار، باجرہ جیسے اناج، جن میں کیلشیم اور فاسفیٹ زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں، کے بہ کثرت استعمال اور حیوانی لحمیات کے بہ قلت استعمال نیز آگزیلیٹ سے بھرپور ساگ سبزیوں کے استعمال کو پتھری کے معاون اسباب میں شمار کیا ہے۔

ان سب کے علاوہ جب ہم قدیم طبی لٹریچر دیکھتے ہیں تو سنگِ گردہ ومثانہ کے اسباب میں حیوانی اور شیریں اغذیہ، مثلاً گوشت، انڈا، مٹھائی وغیرہ کے بکثرت کھانے پینے، بدنی حرکات کی کمی، عیاشی، مے نوشی اور فاقہ کشی کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ابوالمنصور نوح قمری نے غلیظ اغذیہ، انڈے، پنیر، پائے، ہریسے، عصاید، لبنیات، آبِ کندر اور غلیظ شراب کو پتھری کا معاون گردانا ہے، خصوصاً اس وقت جب ان کے ہمراہ سخت حرکت بھی شامل ہو، کیونکہ ایسی حرکتیں رقت کو غلظت میں بدل دیتی ہیں۔[۴]

مذکورہ بالا اسباب کو حکیم غلام جیلانی نے بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:

''لیکن بہت اہم سبب اس مرض کا فتورِ ہضم ہے اور کبھی یہ مرض موروثی بھی ہوا کرتا ہے، خصوصاً ایسے خاندانوں میں، جن میں مرضِ نقرس موجود ہو، اس کی علت یہ بتائی ہے کہ اس سے جسمانی اور روحانی کمزوری ہو جاتی ہے۔''[۵]

یہاں جسمانی اور روحانی کمزوری سے مراد اعضاء کی قوتِ جاذبہ وماسکہ کے فعل کی کثرت اور قوتِ ہاضمہ ودافعہ کی کمی، سستی اور کمزوری ہے۔

علامات:

سنگِ گردہ ومثانہ کی علامات میں سب سے زیادہ واضح مخصوص اور بنیادی علامت شدید درد کا ہونا ہے، جو آخری پسلی کے زیریں بارڈر اور Sacrospinalis کے بیرونی بارڈر کے درمیانی مقام میں Dull نوعیت کا ہوتا ہے۔ سامنے کی جانب پیڑو کے مقام پر بھی ہوتا ہے، لیکن جب پتھری گردے سے نکل کر حالب [Ureter] میں آتی ہے تو درد تشنجی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ متلی اور قے بھی ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اس درد کا دورہ ہوتا ہے، کبھی سالوں کوئی درد نہیں ہوتا اور کبھی روزانہ اور بار بار اٹھتا ہے۔ کبھی پتھری کے مریض کو خود نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اندر ہی اندر پتھری کا شکار ہو رہا ہے۔ جب کبھی کسی باعث اعضاءِ نافضہ کا ریڈیالوجیکل امتحان کرایا جاتا ہے تب جا کر پتہ چلتا ہے۔ امتحان باللمس کرنے پر بھی اس کا پتہ نہیں چل پاتا، سوائے اس کے ساتھ میں Hydronephrosis بھی ہو۔

حکیم غلام جیلانی کے بقول:

''ریگ وسنگِ گردہ ومثانہ کا بڑا سبب چونکہ فتورِ ہضم ہے اس لیے اس کی مخصوص علامتوں کے علاوہ بہت بڑی علامات جو پیدا ہوا کرتی ہیں وہی ہوتی ہیں جو بدہضمی میں ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً پیٹ میں نفخ کا ہونا، کھانا کھانے کے بعد کلیجہ جلنا، ڈکاریں آنا، سر میں درد ہونا، عضلات میں اینٹھن ہونا، طبیعت کا بے چین رہنا وغیرہ''۔[۶]

سنگِ گردہ ومثانہ کا درد شدت میں قولنج سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی تشخیصِ فارقہ یہ ہے:

''گردہ کا درد کمر سے شروع ہو کر ران کی اندرونی جانب جاتا ہے۔ دردِ گردہ عام طور سے ایک ہی جگہ پر قائم رہتا ہے اور قولنج کا درد پیٹ میں متعدد مقام پر پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ عام طور سے ناف کے ارد گرد ہوتا ہے اور اس سے پہلے نفخ وبدہضمی کی روداد ملتی ہے۔ جگر کا درد نویں یا دسویں پسلیوں کی کریوں کے نیچے ہوتا ہے۔ دبانے سے بھی وہ مقام درد کرتا ہے۔ درد کے بعد اکثر یرقان ہو جاتا ہے اور دورہ کے بعد براز میں صفراوی پتھریاں پائی جاتی ہیں۔ دردِ گردہ میں قے ہو سکتی ہے اور قولنج میں قے ہوتی ہے۔ قولنج میں پیشاب غلیظ ہوتا ہے اور دردِ گردہ میں شروع میں رقیق مائی اور آخر میں رملی یعنی بھورے رنگ کا اور قدرے غلیظ ہوتا ہے۔ گردہ میں انفیکشن ہونے کی صورت میں درد کے علاوہ عام طور سے لرزہ کے ساتھ بخار ہوتا ہے۔ گردہ کے امراض میں اکثر منھ کا مزہ اور بو خراب ہو جاتی ہے۔ پیشاب میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی گردے کے امراض کے ساتھ دل، پھیپھڑے اور تنفس کے امراض بھی ہو جاتے ہیں۔ سنگِ گردہ ومثانہ میں پیشاب کے ساتھ خون بھی آ سکتا ہے۔ دردِ گردہ کی تشخیص فارقہ کے لیے حقنہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر حقنہ سے مریض کو افاقہ ہو تو یقیناً دردِ قولنج ہے، لیکن اگر حقنہ سے مریض کی حالت اور خراب ہو جائے تو بلاشبہ دردِ گردہ ہے۔ کیونکہ حقنہ سے آنتیں پُر ہو جاتی ہیں اور گردوں پر آنتوں کا دباؤ پڑنے سے درد بڑھ جاتا ہے۔''[۷]

جدید میڈیکل سائنس نے سنگِ گردہ ومثانہ کی درج ذیل پانچ قسمیں بتائی ہیں:

1. Calcium oxalate
2. Calcium phosphate
3. Struvite
4. Uric acid
5. Cystine

خالص یورک ایسڈ اور فاسفیٹ قسم کی پتھری کے علاوہ سبھی قسم کی پتھری جس میں کلسی اجزاء موجود ہوں گے تقریباً ۹۰% تک KUB ایکسرے میں نظر آجاتی ہیں۔ پتھری کے امتحان کے لیے الٹراسونوگرافی ایک بہت اچھا ذریعہ ہے۔اس سے پتھری کا موقع ومحل اور ضخامت وجسامت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

علاج واصول علاج:سنگِ گردہ ومثانہ کے نتیجہ میں چونکہ شدید درد اور خطرناک قسم کے عوارض،مثلاً ورم جیب الکلیہ، ہزالِ گردہ،سلعاتِ خبیثہ، احتباسِ بول اور تسمم بول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں،اس لیے ان کے علاج کی طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

سنگِ گردہ ومثانہ کے علاج کو دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱-دورہ کے وقت کا علاج

۲-وقفہ کے دوران کا علاج

درد کے دورہ کے وقت ساری توجہ تسکینِ درد پر ہونی چاہیے،جس کے لیے خوردنی اور بیرونی طور پر ادویہ کے استعمال کے ساتھ ساتھ کچھ تدابیر بھی عمل میں لانا چاہیے۔مقامی طور پر محلل ومسکن جوشاندہ سے نطول کرائیں۔ دردِ گردہ میں آبزن نہایت مفید ہوتے ہیں،علی الخصوص اگر ان میں ملیّن اور مسکنِ درد دوائیں بھی جوش دی گئی ہوں، مثلاً گوکھرو، بابونہ، شبت، برگِ کرم کلہ، خطمی، پرسیاوشاں، حُلبہ ،بیخ کبر، برگِ اسپغول، خرو، بنفشہ، برگِ سمسم ۔[۸]کرفس کے جوشاندہ کا آبزن بھی مفید ہے ۔ برشعشاء جیسی ایمر جنسی ادویہ کا استعمال خوردنی طور سے کرائیں۔

پتھری کا درد چونکہ حرکت کرنے سے بڑھ جاتا ہے،اس لیے مریض کو حتی الامکان درد کے وقت چلنے پھرنے اور حرکت کرنے سے منع کرنا چاہیے۔گردہ کی پتھری جب اپنی جگہ سے سرکتی ہے اور مثانہ کی پتھری احلیل میں پھنستی ہے،تب شدید درد ہوتا ہے۔اس لیے اگر پیشاب کرتے وقت درد ہونے لگے اور پیشاب خارج نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ مثانہ کی پتھری احلیل میں آکر پھنس گئی ہے،لہذا ایسے میں نطول اور مختلف تدابیر عمل میں لائیں۔

وقفہ کی حالت میں تمام توجہ مادہ کو قطع کرنے کی طرف ہونی چاہیے۔ جس کے لیے:

اولاً: تولیدِ حصاۃ کی ذمہ دار اور معاون اغذیہ سے پرہیز کرایا جائے، تاکہ آئندہ مزید سنگ ریزوں میں اضافہ نہ ہو۔

ثانیاً:بدن میں موجودان کے مادوں کو خارج کرنے کے لیے قے کرائیں،مفتتات، مدرات اور مسہلات کا استعمال کرائیں۔

ثالثاً: اگر مفتتات و مدرات کے ذریعہ پتھری خارج نہ ہو سکے تو علاج بالید کے ذریعہ قطع کرکے خارج کریں۔

سنگِ گردہ و مثانہ میں مستعمل ادویہ: کتابوں میں مذکور مفردات ومرکبات برائے سنگ گردہ و مثانہ میں سے بعض ایسی بھی ہیں جواب استعمال میں نہیں ہیں۔ان کی افادیت بھی مشکوک ہے،لیکن اگر کہیں تذکرہ ہے تو اس کو تجربے کی کسوٹی پر پرکھ کر مشکوک کے دائرے سے نکال کر مفید یا غیر مفید کے خانہ میں جگہ دے دینی چاہیے۔اسی مقصد سے ان تمام ادویہ کو نقل کیا جارہا ہے جو علم الادویہ وعلم العلاج کی کتابوں میں درج ہیں۔

الف-مفرد مثلاً آلو بالو کی گوند، زرد آلو کی گوند، اندر جو، اشنان، روغنِ اذخر، درختِ غار کی جڑ، پتے اور پھل، شلغم کے بیج [بریاں کر کے سفوف کی شکل میں۔مفتت ہے۔]، تخمِ شلجم [مولی میں مشوی کرکے]، حب القلت [مولی میں مشوی کرکے]، تخمِ ہلیون، تخمِ بادیان، تخمِ ترب، آبِ ترب [مولی کی جڑ کا رس]، تخمِ فنجنکشت [سنبھالو کے بیج]، برگ و تخمِ کرنب، تخمِ معصفر کنسبہ [دافع قبض ہے۔]، پرسیاوشاں [۷گرام ہمراہ ماء العسل قروح کلیہ میں مفید ہے۔]، خطمیان [پکھان]، خراطین [خشک سفوف کی شکل میں]، عودصلیب [مفتت ہے]، مرغی کے جن انڈوں سے بچے نکل آئے ہوں ان کا خاکستر، خرگوش خاکستر، خرگوش کا گوشت [سرخ چنے کے پانی میں پکایا ہوا مفتت ہے]، ہُدہُد کا گوشت اور اس کی ہڈیاں، سیاہ زرد یا سرخ چنے، مرغ ومرغی کے احشاءِ شکم کو خوب

دھواور جلا کر، رمادِ عقرب، روغنِ عقرب [عقرب کو روغنِ زیتون میں ڈال کر دھوپ میں تیار کیا جاتا ہے۔طلاء و پچکاری کے طور پر سنگ مثانہ میں مستعمل ہے۔] فلفل گرد، بھڑ بھونجہ کی چھپر کا دھواں [مفتت و مخرج ہے]، برگِ نیم [مفتت ہے]، کاسر الحجر [پتھر پھوڑی بوٹی]، حجر الحوت [سنگِ سر ماہی، مچھلی کے سر سے نکلنے والا سفید سا پتھر]۔مفتت ہے]، حجر الیہود، خار خسک۔

ب- مرکب: مثلاً

۱- معجونِ سنگ سر ماہی ۷ گرام ہمراہ عرقِ بادیان ۱۲۰ ملی لیٹر، شربت بزوری ۴۰ ملی لیٹر۔

۲- سفوف گلِ داؤدی ۷ گرام، ہمراہ شیرہ تخمِ خر بزہ، شیرہ تخمِ کاسنی، شیرہ خارِ خسک، ہر ایک ۳ گرام، شربتِ بزوری ۴۰ ملی لیٹر۔

۳- شربتِ ہلیون ۴۰ ملی لیٹر ہمراہ شیرہ خارِ خسک، شیرہ تخمِ کاسنی، شیرہ تخمِ خر بزہ، ہر ایک ۳ گرام۔

۴- عرقِ اناس ۶۰ ملی لیٹر ہمراہ شربتِ بزوری ۴۰ ملی لیٹر۔

۵- معجونِ عقرب ۵۰ ۷ ملی گرام ہمراہ آبِ تازہ

۶- معجونِ حجر الیہود ۷ گرام ہمراہ عرقِ بادیان، عرقِ اناس، ہر ایک ۶۰ ملی لیٹر و شربتِ بزوری ۴۰ ملی لیٹر۔

۷- سفوفِ حجر الیہود ۲۰ گرام ہمراہ عرقِ بادیان ۱۲۰ ملی لیٹر، آبِ برگِ ترب سبز ۳۰ ملی لیٹر۔

۸- سفوفِ زجاج ۳ گرام ہمراہ آبِ مولی ۶۰ ملی لیٹر۔

۹- معجونِ زجاج ۳ گرام ہمراہ عرقِ بادیان ۱۲۰ ملی لیٹر و شربتِ کاکنج ۲۰ ملی لیٹر۔

۱۰- سفوفِ اسقولوقندریون ۷ گرام ہمراہ آبِ زلال نخود سیاہ و سکنجبین۔

۱۱- معجون ید اللّٰہ گردہ و مثانہ کی پتھری میں مفید ہے۔

حوالہ جات

۱- کتاب الحاوی فی الطب، ص ۱۴۷-۹۱، ترجمہ شرح اسباب [ترجمہ کبیر]، جلد سوم، ص ۴۴-۳۷ اور معالجات کے متعلقہ ابواب

۳- معالجات شرح اسباب [ترجمہ کبیر]، ج ۳، ص ۳۸

2- CMDT , 2011, LANGE,50th anniversary edition, Mc graw hill,pp 911

۴- غنیٰ منیٰ ص ۲۸۸

۵- مخزن العلاج صفحہ ۵۸۶

۶- ایضاً: ۵۹۴

۷- کتاب الکلیات: ص ۲۰۸

۸- ترجمہ کبیر: ج ۲، ص ۱۸

کتابیات

۱- رازی، ابو بکر محمد بن زکریا [۲۰۰۲ء] ، کتاب الحاوی فی الطب جلد دہم [اردو ترجمہ]، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی

۲- کبیر الدین، حکیم محمد [۲۰۰۹ء]، معالجات شرح اسباب [ترجمہ کبیر]، جلد ۳ شرح اسباب، ادارہ کتاب الشفا، نئی دہلی

۳- القمری، ابو المنصور الحسن [۲۰۰۸ء]، غنیٰ منیٰ، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی

۴- ابن رشد، ابو الولید محمد [۱۹۸۷ء]، کتاب الکلیات، [اردو ترجمہ]، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میدیسن، نئی دہلی

۵- جیلانی، حکیم غلام [۲۰۰۵ء]، مخزن العلاج، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی

۶- جیلانی، حکیم غلام [غیر مورخ]، مخزن حکمت، جلد دوم، فیصل پبلیکیشنز، دیو بند

۷- قرشی، حکیم محمد حسن [۲۰۱۱ء]، جامع الحکمت، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی

۸- ارزانی، حکیم محمد اکبر، طبِ اکبر [اردو ترجمہ علامہ حکیم محمد حسین]، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی

۹- ارزانی، حکیم محمد اکبر [۲۰۱۰ء]، میزان الطب، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی

۱۰- خاں، حکیم محمد اعظم [۲۰۱۱ء]، الاکسیر [اردو ترجمہ صدیقی طبیب]، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی

۱۱- امام، حکیم غلام، علاج الغرباء [اردو ترجمہ محمد اصغر علی]، ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی

12- CMDT , 2011, LANGE,50th anniversary edition, Mc graw hill,pp 911

●●●

نارفارسی: طب قدیم وجدید کے حوالے سے

☆حکیم بلال احمد
☆☆حکیم محمد محسن
☆☆☆حکیم محمد یونس صدیقی
☆☆☆☆طبیبہ شگفتہ علیم

تعریف:

یہ جلد کی ایک مخصوص قسم کی التہابی کیفیت ہے، جو دراصل اس کے زود حسی ردِعمل کے طور پر نمایاں ہوتی ہے۔اس مرض میں متاثر جلد پر سرخی، سوجن اور آبلہ دار دانے پائے جاتے ہیں، جس میں شدید قسم کی خارش کا احساس ہوجاتا ہےاور متاثرہ حصہ کو بار بار کھجلانے کے سبب وہاں پر موجود آبلے پھوٹ جاتے ہیں اوران کے اندر سے مواد نکل کراس جگہ پر کھرنڈ بنالیتے ہیں، بار بار کھرنڈ کے مقام پر کھجلانے کے نتیجے میں کھرنڈ وہاں کی جلد سے جدا ہوجاتی ہے اوراس کے نیچے سے رطوبتِ صدیدیہ اورخون کا اخراج ہوتا ہے۔یہ تمام کیفیت یعنی کھجلی کا ہونا، دانے ٹوٹنا اور پھر کھرنڈ بننا مستقل قائم رہنے کی وجہ سے یہ مرض مزمن شکل اختیار کر لیتا ہےاور بالآخر وہاں کی جلد عام جلد سے موٹی اور سیاہی مائل ہو جاتی ہے، جسے Leathary skin یا Lichenification کہتے ہیں۔

مترادف نام:

نارفارسی/ چھاجن/ اکوتہ/ڈرماٹائیٹس، اگزیما۔

اسباب:

اس کے اسباب دوطرح کے ہوتے ہیں:

۱-داخلی اسباب۔

۲-خارجی اسباب۔

اقسام:

نارفارسی کی درج ذیل دوقسمیں ہیں:

۱: نارفاسی داخلی[Endogenous Dermatitis]

☆ گیسٹ فیکلٹی، شعبۂ امراضِ زہراویہ، اجمل خاں طبیّہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
☆☆ لکچرر، شعبۂ امراضِ جلدوزہراویہ، اجمل خاں طبیّہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
☆☆☆ ریڈر، شعبہ معالجات، اجمل خاں طبیّہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
☆☆☆☆ پروفیسر وصدر شعبۂ امراضِ جلدوزہراویہ، اجمل خاں طبیّہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۲-نارفارسی خارجی[Exogenous Dermatitis]

الف:- نارفاسی داخلی:

اس میں بیماری اندرونِ جسم ہونے والے کسی غیر طبعی ردِعمل کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوتی ہے، جیسے اخلاطِ اربعہ کا غیر طبعی توازن، بطور خاص خلطِ صفرا کا فاسد ہونا، عروق کے اندر خلطِ صفرا کا حدت پذیر ہونا، عام جسمانی کمزوری، قوتِ مدافعت کا کم ہونا، استفراغ کا طبعی نہ ہونا، دیدانِ امعاء، حیض کی بے اعتدالی اوردورانِ حمل۔اسی طرح کچھ خاص بیماریوں کا پہلے سے پایا جانا اس مرض کے لیے معاون اسباب کا کام کرسکتے ہیں، جیسے وجع المفاصل،نقرس، ذیابیطس شکری اورامراضِ کلیہ۔

نارفارسی کی چند ذیلی اقسام کو علاحدہ سے بیان کیا گیا ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱-التہاب جلدی[Atopic Dermatitis]:

اس مرضی حالت میں جلد کے اندر التہابی کیفیت IgE mediated hyper sensitivitiy کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔عموماً یہ جلدی بیماری دوسری Atopic Diseases کے ساتھ پائی جاتی ہے مثلاً Bronchial Asthma, Hay fever, Allergic Rhinitis۔اس بیماری میں کھجلی کی شدت زیادہ ہوا کرتی ہے اور یہ عمر کے مختلف مراحل میں اپنے presentation کے اعتبار سے الگ الگ انداز میں وقوع پذیر ہوا کرتی ہے اور اسی مناسبت سے اس کا نام بھی رکھا گیا ہے، مثلاً:

Infantile Atopic Dermatitis

Childhood Atopic Dermatitis

Adoleoscent Atopic Dermatitis

Adult type Atopic Dermatitis

عموماً چھوٹے بچوں میں رخسار پر اس کی مخصوص علامات ظاہر ہوتی ہیں، جب کہ بڑے بچوں، نوعمروں اور بڑے لوگوں کے اندر جلدی تغیرات جسم کے خمیدہ حصّوں پر زیادہ نمایاں ہوا کرتے ہیں۔ یہ مرضی حالت اکثر ٹھیک ہوجایا کرتی ہے، لیکن اس بیماری کے دوبارہ پیدا ہونے کے خدشات قائم رہتے ہیں۔اس مرض کی تشخیص زیادہ تر علامات پر مبنی ہوتی ہیں، لیکن Immunoglobulin کا امتحان کرنے پر IgE level اور IgE Antibodies بڑھی ہوئی ملیں گی۔

۲-التہاب جلدی حزازی[Seborrhic Dermatitis]:

نارفارسی داخلی کی اس قسم کو'التہاب جلدی حزازی' کہتے ہیں۔حزاز ایک غیر طبعی کیفیت کا نام ہے، جس کی وجہ سے چہرے پر دانے نکل سکتے ہیں اور جلدی التہاب بھی رونما ہوسکتے ہیں۔ یہ زیادہ تر ۴۰-۱۸ سال کے لوگوں میں، خصوصاً مردوں میں پائی جاتی ہے۔اس بیماری میں جسم کے اوپر سفیدی مائل یا پیلے greasy scales پائے جاتے ہیں، لیکن یہ کیفیت جسم انسانی کے کچھ مخصوص حصّوں پر زیادہ نمایاں ہوا کرتی ہے، مثلاً سر، پیشانی، پلک، ناک کے اطراف، کان کے پیچھے، سینے، کندھے اور کنج ران۔ اس کے علاوہ اگر مریض فربہ ہے تو شکمی موڑ [Abdominal Folds] اورناف پر بھی التہابِ حزازی کے اثرات ظاہر ہوسکتے ہیں۔ بطور علامات ان جگہوں پر کھجلی، سرخی اور Oozing جیسی نشانیاں بھی ظاہر ہوا کرتی ہیں۔

نومولود بچوں میں یہ بیماری اکثر دیکھی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں ان کے سر پر waxy scaling ظاہر ہوا کرتی ہے، جسے Cradle cap کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ بیماری پیدائش کے تیسرے ہفتہ سے ظاہر ہوتی ہے اورایک سال کے اندر خود بخود ختم ہوجاتی ہے۔

اسباب:

التہابِ حزازی کے اسباب ہنوز غیر واضح ہیں، لیکن بطور قیاس اس بیماری کے سبب کے تعلق سے کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں:

۱- Sebum کا افراز زیادہ ہونا اوراس کا رکنا ایک irritant کے طور پر کام کرتا ہے۔

۲- Pityrosporum ovale دراصل Scaly lesion میں جاگزیں ہوکر التہابی کیفت پیدا کرتے ہیں۔

۳- zinc کی کمی حزازی کی پیدائش کا سبب ہوسکتی ہے۔

۴- یہ بیماری AIDS کے مریضوں میں بہت شدت اختیار کرسکتی ہے۔

۵- یہ بیماری Parkinsonism,Facial Nerve palsy, Mental retardation. جیسی بیماریوں کے ساتھ زیادہ پائی جاتی ہے۔

۳-Stasis Dermatitis /gravitational eczema/

vericose eczema

اس طرح کی التہابی کیفیت زیادہ تر اساتذہ، مزدور، رکشا چلانے والوں اور کھلاڑیوں کو ہوا کرتی ہے، درمیانی عمر اور عمر دراز لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ دراصل یہ vericose vein, deep vein thrombosis یا inadequate calf pump کی وجہ سے ہوتی ہے، جس میں خون پوری طرح سے جسم کے نچلے حصّے سے واپس نہیں آپاتا، نتیجہ کے طور پر وہاں پر خون کی Stasis ہونا شروع ہوتی ہے، لہذا خون کے اندر موجود کریاتِ حمراء وہاں پر جمع ہوتے ہیں اور ان کے ٹوٹنے پر Hemosidrine کا اخراج ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس جگہ کی جلد کا رنگ سیاہی مائل ہونے لگتا ہے اور پھر بطور ردِعمل وہاں پر کھجلاہٹ شروع ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وہاں کی جلد Eczematous ہوجاتی ہے۔

ب:- نارفارسی خارجی:

خارجی عوامل کی بنیاد پر پیدا ہونے والے اگزیما کو نارفارسی خارجی کہتے ہیں، جس کی مزید کئی اقسام ہیں، جو دراصل اس کے اسباب پر منحصر ہیں۔

۱- Air borne contact dermatitis[ABCD]:

یہ جلدی التہاب ان لوگوں میں زیادہ عام ہے، جو ماحول میں موجود مختلف طرح کے گردوغبار اور طرح طرح کے ذرات [Dust particles] یا ماحولیات میں موجود Pollen grains سے بالواسطہ طور پر مستقل تعلق میں رہتے ہیں، جس کی وجہ سے سطحِ جلد کا وہ حصّہ جو کپڑے سے پوری طرح ڈھکا ہوا نہ ہو، وہاں پر ان ماحولیاتی ذرات کا مستقل اجتماع ہوتا رہتا ہے۔ بطور خاص جلد کے خمیدہ حصّے ان ذرات کے زیادہ دنوں تک رکنے کے لیے موزوں جگہ ہیں۔ لہذا اس مقام کی جلد ان ذرات کی وجہ سے زُودحس ہوجاتی ہے، نتیجتاً وہاں پر التہابی کیفیت کے ساتھ ساتھ کھجلی، سوجن، آبلہ، تحت الجلد خون کا رسنا اور آخیر میں کھرنڈ پڑنے جیسی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ بطور مشاہدہ یہ پایا گیا ہے کہ اگر اس طرح کے مریضوں کو ان کے اس ماحول سے دور کر دیا جائے تو یہ مرضی کیفیت بہت حد تک کم یا ختم ہوجاتی ہے، لیکن اگر دوبارہ واپس اس ماحول میں لایا جائے تو پھر سے وہی مرضی حالت پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ اس عمل کو مریض کے ساتھ کرنے پر اگر نتیجہ مثبت ہوتو اسے Exposure - withdrawal test مثبت کا نام دیں گے اور اگر ایسا نہیں ہے تو EWD Test کو منفی کہیں گے، یعنی اس مشاہدہ کے ذریعے ہم اس مرضی کیفیت کو بآسانی تشخیص کر سکتے ہیں۔

۲- Photo dermatitis:

روشنی کی موجودگی میں پیدا ہونے والے التہاب جلد کو photo dermatitis کہتے ہیں۔ دراصل جلد کے اندر کچھ خاص قسم کے کیمیاوی مادے موجود ہوتے ہیں، جو جلد کی proteins اور absorbed light energy کے توسط سے Photo Chemical reaction کے موجب ہوتے ہیں اور پھر یہ photo antigen کے طور پر جلد کو مستقل Sensitize کرتے ہیں، نتیجہ کے طور پر sun exposed area پر eczematous changes پیدا ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ اس مرض میں بطور خاص پیشانی، Butter fly area of face، ناک کی نوک، کان، گردن، extensor aspect of forearm وغیرہ نمایاں طور پر متاثر ہوا کرتے ہیں، اس کے ساتھ متاثرہ حصّہ پر ابتداء میں جلن، کھجلی، Polymorphic light eruption جیسی علامات ظاہر ہوتی ہیں، اس میں کبھی Exposure withdrawal test مثبت ہوتا ہے اور Photo patch test بھی مثبت ہوگا۔

۳- Allergic contact dermatitis:

سطحِ جلد پر کسی خارجی antigen کی وجہ سے وہاں کی جلد کے اندر زودحسیت پیدا ہوتی ہے، نتیجے میں سطحِ جلد پر Itching اور ہلکی سوجن پیدا ہونے لگتی ہے۔ یہ مرضی کیفیت پہلی بار بہت زیادہ نمایاں نہیں ہوتی، لیکن اگر اسی antigen سے جلد کا وہ حصّہ دوبارہ تعلق میں آجائے تو ایک دو دن کے اندر Eczematous changes پوری طرح نمایاں ہوجاتے ہیں۔ ربر، نکلس، چمڑے اور کرومیم وغیرہ ان allergens کی کچھ مثالیں ہیں۔

۴- Irritant contact dermatitis:

یہ التہابِ جلد کسی چیز کی مستقل رگڑ اور Irritation کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لیے کچھ اسباب محرکہ ہوا کرتے ہیں، جیسے سطحِ جلد کا کھردرا ہونا، مستقل Friction یا رگڑ کا ہونا یا مریض کا Atopic dermatitis

میں مبتلا ہونا اور جسم میں خشکی کا پایا جانا۔ دراصل Stratum corneum میں lipid کی کمی ہونے کی وجہ سے جو سطح جلد کو باہری چیزوں سے محفوظ رکھتی ہے، اگر کسی وجہ سے یہ باریک پرت متاثر ہو جائے تو epidermal permeability barrier متاثر ہو جاتی ہے۔جس کے نتیجہ میں جلد کے اندر کسی رگڑ کی وجہ سے بہت جلد زود حسیت پیدا ہوکر اکیزیما پیدا ہو جاتا ہے۔

ان تمام اقسام اوران کے اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر طبِ یونانی کے نظریہ سے اس مرض کا جائزہ لیا جائے تو بلا مبالغہ دورِ جدید کی اکثر و بیشتر تقسیم طبِ یونانی سے ماخوذ و مستنبط نظر آئے گی۔

نارفارسی[اکیزیما] کی تقسیم جو اطباء نے کی تھی، وہ آج کے دور کی تقسیم سے کس قدر مماثلت رکھتی ہے؟ اس کو حسب ذیل طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔

اطباء نے اس مرض کی ایک تقسیم شدت اور حدت کے اعتبار سے کی ہے، جو آج بھی لائق تسلیم ہے اور علاج معالجہ میں اس کا خیال بھی کیا جاتا ہے:

۱- نارفارسی حاد

۲- نارفارسی مزمن

نارفارسی حاد میں جلن، کھجلی، oedema اور نفاطات نمادانے پائے جاتے ہیں۔

نارفارسی مزمن میں وہاں کی رنگت سیاہی مائل اور جلد موٹی ہے، کھجلی کم ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اس میں سے خون نکلنے لگتا ہے۔

اطباء نے ان دو بنیادی تقسیم کی بنا پر اس مرض کی علامتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسے مزید درج ذیل چھ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

۱- سادہ[Simple]:

اس قسم کے نارفاسی میں جلن کا احساس کھجلی کے ساتھ پایا جاتا ہے اور اس بیماری کی دوسری مخصوص علامات ناپید ہوتی ہیں۔

۲- سرخی مائل[Erythematous]:

اس قسم کے نارفارسی میں جلن و کھجلی کے ساتھ بطور علامت جسم کے اس حصّہ پر سرخی بھی پائی جاتی ہے۔

۳- آبلہ دار[Vesicular]:

اس میں بطور علامت اس سرخی مائل حصّہ پر نفاطات بھی نمودار ہوا کرتے ہیں، جس کے اندر صاف شفاف پانی بھرا ہوا ہوتا ہے۔

۴- متقیح[Pustular]:

اس حالت میں نفاطات کے اندر صاف پانی کی بجائے گدلا پن پایا جاتا ہے، گویا اس کے اندر تعدیہ کی وجہ سے قیح بننا شروع ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے اسے التہاب جلد قیحی [Pustular dermatitis] کا نام دیا گیا۔

۵- صلب[Lichenified]:

متاثرہ جلد پر بار بار کھُجانے کی وجہ سے اتنے حصّہ کی جلد پر زخم کی کیفیت پیدا ہو جایا کرتی ہے، جو کبھی کبھی ٹھیک ہوکر دوبارہ پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس مستقل vicious cycle کی وجہ سے وہاں کی جلد کا رنگ سیاہی مائل ہو جایا کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اتنا حصّہ Lethary type ہو جایا کرتا ہے، جو سطح جلد سے تھوڑا ابھرا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

۶- شقاقی[Fissuring]:

اس میں جلد مرض کی شدّت اور مزمن ہونے کی صورت میں پھٹ جاتی ہے اور نارفارسی اپنی اس مخصوص علامت کی بنیاد پر اپنی ایک خاص شناخت رکھتی ہے اور اس طرح کی کیفیت Hand dermatitis میں دیکھنے کو مل سکتی ہے۔

یونانی نقطۂ نظر سے اس مرض کا تقابلی جائزہ لینے پر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ طبِ یونانی میں اس بیماری میں درجہ بدرجہ ہونے والی تبدیلیوں کو جس وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، دراصل اسی کی روشنی میں اس مرض کو طبِ جدید میں مزید وضاحت اور تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

امتحانات[Investigations]

- Heamogram:

اس مرض میں اکثر eosinophils بڑھے ہوئے ملتے ہیں۔

- Immunoglobulin in test:

بالخصوص Atopic eczema کے لیے IgE level اور IgE antibodies مثبت پائے جاتے ہیں۔

●Patch test:

contact allergic dermatitis میں مثبت ہوتا ہے۔

●Photo patch test:

Photo dermatitis میں مثبت ہوتا ہے۔

●Exposure Withdrawal test

●Radio Allergo Sorbent test :

خون کو مختلف Allergen سے الگ الگ Mix کر کے ان کے اندر پیدا شدہ Antibodies کا level دیکھا جاتا ہے، چنانچہ جس نمونہ [sample] کے اندر antibodies زیادہ پیدا ہو جاتی ہے، گویا اس میں شامل Allergens سے اس کی جلد میں حساسیت ہے، جو نارفارسی کا باعث ہے۔

علاج:

طبِ جدید میں اس مرض کا کوئی شافی علاج نہیں ہے، وقتی اور فوری علاج اگر چہ موجود ہے، لیکن اس کے نتیجے میں مرض مزید مستحکم ہو جاتا ہے اور جلد کے اندر حساسیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

طبِ جدید میں درج ذیل اصول علاج کی بنیاد پر علاج کیا جاتا ہے:

●Corticosteroids

●Antihistamines

●Antibiotics

اس کے علاوہ مقامی طور پر کچھ اور دوائیں بھی مستعمل ہیں، جیسے Potassium Permanganate boric Acid, aluminum subacetate , وغیرہ۔

اجمل خاں طبیہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی طبِ یونانی کی او پی ڈی میں اس مرض میں مبتلا اکثر افراد جدید علاج سے تھک کر آتے ہیں اور الحمداللہ یونانی علاج معالجہ سے بہت مطمئن نظر آتے ہیں اور مرض سے شفایابی حاصل کرتے ہیں، لہٰذا یہاں طبِ یونانی کے اصولِ علاج کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ نسخے تحریر کیے جا رہے ہیں، جو تجربہ سے مفید ثابت ہوئے ہیں۔

اصولِ علاج:

- تنقیہ و استفراغِ صفراء [منضجات، مسہلات، قے و فصد جیسی تدابیر کا استعمال کریں]۔
- مصفیاتِ دم و معدلاتِ دم
- مسکناتِ جلد و خارش
- قاتلِ دیدانِ امعاء
- دافعِ قبض و نفخِ شکم، کاسراتِ ریاح۔
- جسمانی صفائی کا خیال رکھیں، تا کہ مسامات بدن کھل جائیں۔

علاج:

گل بنفشہ ۷ عدد، آلو بخارا ۵ عدد، تخم کاسنی، گل نیلوفر ہر ایک ۷ گرام، عناب ۵ گرام، ہلیلہ، سرپھوکہ، مہندی، شاہترہ ہر ایک ۷ گرام — تمام ادویہ کو پانی میں بھگو کر جوشاندہ بنا کر پھر اسے مل چھان کر شیرۂ تخم کاہو، شیرۂ تخم خرفہ سیاہ، شربت عناب، شربت انار ترش ہر ایک ۲۵ گرام کے ہمراہ صبح و شام استعمال کرائیں۔

انہیں دواؤں میں کچھ مسہل ادویہ شامل کر کے فاسد مادہ کا بدن سے تنقیہ کرتے ہیں، مثلاً افتیمون، سقمونیا، سناء مکی کا اضافہ کرتے ہوئے ہفتے میں دو دن استعمال کرائیں۔

حاد حالت میں مقامی طور پر مرخیات و مملسات کا استعمال کریں۔

مزمن حالت میں قاشرات اور ضمادات کا استعمال کریں۔

- رسوت کو روغنِ گل میں ملا کر بطور طلا استعمال کریں۔
- روغنِ کنجد کا مقامی طور پر استعمال کریں۔
- مرہم گلابی [طبیہ کالج اسپتال کا تیار کردہ] کو روغن کمیلہ یا روغن بابچی کے ساتھ ملا کر بطور طلا استعمال کریں۔
- مازو سبز باریک پیس کر سرکہ میں ملائیں اور اس میں کافور کا اضافہ کر کے طلا کے طور پر استعمال کریں۔
- بارتنگ، عدس، روٹی کی بھوسی سے ضماد تیار کر کے مقامی طور پر استعمال کریں۔

- لعاب اسپغول، لعاب بارتنگ ہم وزن میں مازو اور کافور کو شامل کر کے طلا کے طور پر استعمال کریں۔

مذکورہ بالا ادویہ میں سے اکثر و بیشتر ادویہ استعمال کی گئیں، جن کا نتیجہ کافی حوصلہ افزا رہا۔ ان میں سے دواؤں کا انتخاب مریض کی مرضی کیفیت اور اس کے اقسامِ مرض کا تجزیہ کرنے کے بعد کیا گیا اور دوا کو مقامی طور پر لگانے سے پہلے مریض کو ہدایت کی گی کہ وہ متاثرہ حصہ کو گرم پانی، جس میں نمک ملا ہوا ہو، صفائی کریں، پھر تجویز کردہ نسخہ اور مقامی طلا یا ضماد استعمال کریں۔

مراجع ومصادر

- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا/کریم، حکیم محمد اشرف[۱۹۹۱ء]، کتاب المنصوری، [اردو ترجمہ]، ناشر: سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی۔
- مجوسی، علی بن عباس/کنتوری، حکیم غلام حسنین، [۲۰۱۰ء]، کاملہ الصناعۃ، [اردو ترجمہ]، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی۔
- ابوالحسن احمد بن محمد طبری، [۱۹۹۷ء]، المعالجات البقراطیہ، حصۂ دوم [اردو ترجمہ]، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی۔
- ارزانی، حکیم محمد اکبر/حسین، حکیم محمد [غیر مورخ]، طب اکبر، [اردو ترجمہ]، دارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی۔
- علیم طبیبہ شگفتہ، [۲۰۰۲ء]، امراضِ جلد، صبا پبلیشر، زہرہ باغ، علی گڑھ۔
- Asia Sultana,Tanveer Ahmad Khan, Clinical Dermatology Unani Concept and Management S.R Scintifict Publications Mauj pur New Delhi, 2010.
- Neena Khanna, Dermatology and Sexually Transmitted Diseases, 3rd ed. Published by Elsevier India Private limited, 2009
- Virendra N Sehgal, Text book of clinical dermatology, 4th ed.Published by J.P. Brothers Medical Publishers [Pt]Ltd.New Delhi, 2004

●●●

اوزانِ ادویہ اور معمولاتِ شریفی: ایک مطالعہ

☆حکیم جاوید احمد خاں
☆حکیم منصور احمد صدیقی
☆حکیم تنزیل احمد
☆☆طبیبہ شگفتہ نکہت

طبِ یونانی ایک قدیم طریقۂ علاج ہے، جس کا اولین مقصد جسم انسانی کو صحت مند و تندرست رکھنا ہے۔ اس قدیم طریقۂ علاج میں امراض کا علاج مفرد و مرکب دواؤں کے ذریعہ کیا جاتا ہے، لیکن ادویۂ مفردہ کے ذریعہ علاج کرنا زیادہ بہتر تصور کیا جاتا ہے، جس کو تقویت شیخ بوعلی سینا کے اس قول سے ملتی ہے:

> ''ہر مرض کے علاج میں، خصوصاً امراضِ مرکبہ کے علاج میں ہمیشہ ہمیں اس مقصد میں کامیابی ہوجائے تو ہم ہرگز دواءِ مفرد پر دواء مرکب کو ترجیح نہ دیں''۔

علاج بالمفردات کی فضیلت کے تعلق سے شیخ بوعلی سینا اور قرشی کا قول بھی بہت اہمیت کا حامل ہے:

> ''کسی مرض کے علاج لیے اگر ہم کسی مفرد دواء کو اپنے مقصود کے لیے کافی وشافی پاتے ہیں تو اس پر ہم کسی مرکب کو دواء کو ترجیح نہیں دیتے، بلکہ دواءِ مفرد ہی کو بہتر سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔''

طبِ یونانی میں ادویۂ مفردہ کے اوزان کو اطباء نے اپنی تصانیف میں عام طور سے ایک قوی اور سحنۂ کامل رکھنے والے نوجوان کی مقدار خوراک کو قلمبند کیا ہے، لیکن جب علاج کے دوران مختلف اعمار و سحنہ رکھنے والے اشخاص سے سابقہ ہوتا ہے تو اس وقت ان کے اعمار کے لحاظ سے دواؤں کے اوزان کو متعین کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، جو بیشتر اوقات ایک مشکل عمل ثابت ہوا کرتا ہے۔ اوزانِ ادویہ کی علاج و معالجہ کے دوران بہت ہی خاص اہمیت ہے، جس کو نظر انداز کر کے مقصد کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اطباء متأخرین میں سے افتخارلدولہ مشیرالملک حکیم محمد شریف نے اپنی کتاب 'معمولات شریفی' میں اس اہم نقطۂ علاج و معالجہ کو ایک فصل کے تحت بیان کر کے طبِ یونانی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے، جو آنے والی نسلوں کے لیے سنگِ میل ثابت ہوسکتا ہے، لیکن افسوس کہ یہ کتاب آج بھی مخطوطہ کی شکل میں نظامیہ طبیّہ کالج حیدرآباد میں موجود ہے۔

☆ لکچرر، شعبۂ معالجات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور، انڈیا jvd.khan@gmail.com
☆ پروفیسر و صدر، شعبۂ معالجات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور، انڈیا
☆ ریڈر، شعبۂ معالجات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور، انڈیا
☆☆ لکچرر، شعبۂ علم الادویہ، جامعہ طبیہ دیوبند، دیوبند، انڈیا

معمولاتِ شریفی:

حکیم محمد شریف کی یہ تالیف فارسی زبان میں خطِ نستعلیق میں ہے، جس کی ابتداء 'یا فتاح ومقدمہ' سے اور اختتام 'تمت الرسالۃ بعون اللہ تعالیٰ وتائیدہ والحمدللہ رب العالمین ظاہراً و باطناً بلغت المقابلۃ' پر ہے۔ یہ مخطوطہ ۱۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۹ سطریں ہیں، البتہ پہلے صفحہ پر ۱۳ اور آخری صفحہ پر ۱۸ سطریں ہیں، اس کے علاوہ مصنف نے اس کے حواشی بھی درج کیے ہیں۔ مصنف نے کتاب کی تقسیم مختلف نظامہائے جسمانی کے اعتبار سے کی ہے۔ اس کے بعد ایک فصل فوائد متفرقہ اور آخر میں ادویہ مرکبہ کو اشکالِ ادویہ کے لحاظ سے مختلف فصلوں کے تحت بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ یہ اپنے موضوع کی ایک بہت اہم اور جامع تالیف ہے۔ مصنف نے امراض کے اسباب وعلامات کو مختصراً اور اس کے علاج کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

صاحبِ کتاب نے اس میں ایک فصل فوائدِ متفرقہ کے نام سے بھی قائم کی ہے، جو اس کتاب کی جان ہے، جس میں انہوں نے مختلف ادویۂ مفردہ کی مقدارِ خوراک کو انسان کے اعمار وسحنہ کے لحاظ سے تحریر کیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- تخم خیارین:

اس کا کامل وزن ۲۰ گرام ہے اور یہ اس شخص کے لیے ہے، جس کا سحنہ کامل ہو گیا ہو پس وہ فرد جس کی عمر ابھی ۱۶-۱۵ سال ہی ہو، لیکن اس کا سحنہ کامل ہو گیا ہو، اس کے لیے مقدار خوراک کامل ہے۔ وہ شخص جو ۱۹ سالہ ہو اور سحنہ کامل نہ رکھتا ہو، اس کے لیے سدس یا سبع کم کر کے دیتے ہیں۔ اطفال کے لیے وقت سے دودھ چھڑانے پر ۳ گرام ۵ سال تک اور اس میں تین چار گرام بھی دیتے ہیں۔ اس وقت سے ۱۲ سال تک ۱۰ گرام تک پہنچاتے ہیں۔ درمیان میں ۱، ۲، ۳، ۶ گرام تک زیادہ کرتے ہیں کہ ۱۰ گرام تک پہنچ جائے اور اس وقت سے ۶، ۷ سال تک اسی دستور کے مطابق پہنچاتے ہیں۔ اگر اس کے مغز کو استعمال کرائیں تو مقشر کر کے نصف دیں۔

۲- تخم کاسنی:

اس کا وزن کامل وناقص تخم خیارین کے مثل ہے اور تمام حالات میں خیارین کے مثل ہے۔

۳- تخم کدو:

اس کا حکم تخم خیارین کا حکم ہے، اگر اس کا مغز استعمال کرتے ہیں تو ۲۰ گرام کی جگہ ۱۰ گرام ہے اور ۳ گرام کی جگہ ۱.۵ گرام اور علیٰ ہذا القیاس، نیز یہ حکم میں خیارین کے مثل ہے، توضیح کے لیے اس جگہ بھی لکھا گیا ہے۔

۴- تخم ہندوانہ:

یہ بھی خیارین کے مثل ہے اور مغز بے مقشر نصف مقشر کر کے دیتے ہیں۔

۵- تخم خرفہ:

یہ بھی تمام احکام میں تخم خیارین کے مثل ہے۔

۶- تخم کاہو و تخم خربزہ:

اس کی مقدار خیارین کے آدھا ہے، یعنی سحنۂ تامہ کو ۱۰ گرام، اطفال کو ۱.۵ گرام اور درمیان میں زیادہ کرتے ہیں۔ اس جگہ جہاں کہ خیارین ۱ گرام زیادہ کرتے ہیں کاہو وخربزہ بھی ۰.۵ گرام کرتے ہیں اور علی ہذا القیاس۔ اگر کاہو مقشر دیتے ہیں تو سحنہ تام کے لیے ۶ گرام اور طفل کے لیے ۳-۴ گرام ہے۔ تخم خربزہ کا حکم تخم خرفہ کی طرح ہے، جس کو مقشر کر کے نصف دیتے ہیں۔

۷- تخم خبازی اور تخم خطمی:

تامہ وناقصہ دونوں کی مقدار خوراک ایک ہے۔ غیر مسہل میں تامہ کی مقدار خوراک منضج یا غیر منضج میں ۴ گرام ہے اور مسہل میں تامہ کی مقدار خوراک ۶ گرام ہے۔ ۱۲ سالہ لڑکے کے لیے غیر مسہل میں ۲ گرام اور مسہل میں ۳ گرام ہے۔ اس بچے کے لیے جس کو دودھ سے دور رکھا گیا ہو، غیر مسہل میں ۱ گرام اور مسہل میں اسی ترتیب سے ۲ گرام، ۶ گرام سنِ کمال پہنچنے تک دیں۔

۸- تخم کرفس:

۴ گرام، چھوٹے بچوں کے لیے ۱ گرام۔

۹- چہار تخم:

تخم بارتنگ ۴ گرام، تخم ریحاں ۴ گرام، تخم کنوچہ ۴ گرام، تخم اسپغول ۴ گرام ہے۔ اس وقت جب کہ یکجا ہوں مقدار تامہ ۴، ۴ گرام، بچوں کے لیے ۱، ۱ گرام، اگر جدا جدا ہوں تو تخم بارتنگ، تخم کنوچہ، تخم ریحان، ۴، ۴ گرام دیتے ہیں اور ۶ گرام بھی جائز ہے، لیکن اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ اسپغول ۶ گرام دیتے ہیں، لیکن جس جگہ قلتِ تبرید مطلوب ہو ۴ گرام اور جس جگہ تبرید زیادہ مقصود ہو ۹ گرام دیتے ہیں۔ جس جگہ اسپغول کے ساتھ

کوئی دوسری دوا نہ ہو اور تبرید کی زیادہ ضرورت ہو تو ۱۰ گرام بھی جائز ہے۔

۱۰-تخم اسپست:

اکثر عورتوں میں دودھ کی افزائش کے لیے مستعمل ہے۔اس کا وزن ۶،۴ اور ۹ گرام تک ہے۔اس مقدار تک استعمال تجربہ سے ثابت ہے اور یہ نافع ہے نہ کہ مضر۔اس کا بدل تخم شلجم ہے۔

۱۱-تخم ہلیون:

مرکبات ومعاجین کے علاوہ علاحدہ سے استعمال نہیں کیا گیا ہے اور اس صورت میں اس کا مرکب وزن دینا چاہیے۔

۱۲-تخم گزر:

اس کا استعمال مرکبات ومعاجین میں ہے،انفرادی طور پر استعمال میں نے نہیں ہے،مرکب کا وزن ملحوظ ہے۔

۱۳-شاہترہ:

غیر مسہل میں ۴، ۵ گرام اور مسہل میں ۶ گرام۔

۱۴-قصب الزیرہ:

غیر مسہل میں ۴ گرام،مسہل میں ۵ گرام،بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں نصف وثمن گرام ہوگا۔

۱۵-بادیان:

غیر مسہل میں ۴ گرام،مسہل میں ۶ گرام،بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام ومسہل میں تین چوتھائی گرام،پوست بیخ بادیان،بادیان کا حکم رکھتا ہے۔پوست بیخ کاسنی بادیان کا حکم رکھتا ہے۔

۱۶-غنچہ گل سرخ:

بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام ومسہل میں ۶ گرام، بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام ومسہل میں تین چوتھائی گرام،بڑوں میں ۹ گرام بھی استعمال کراتے ہیں۔

۱۷-گلِ سرخ:

۴ اور ۶ گرام،طحال کو مضر ہے۔

۱۸-گلِ گاؤزباں:

گاؤزباں یعنی برگ سبز بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام ومسہل میں ۶ گرام،بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام۔

۱۹-گاؤزباں:

۴ اور ۶ گرام،بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام،بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام،گاؤزبان کو امراض طحال میں نہیں شامل کیا جاتا ہے۔

۲۰-گل نیلوفر:

۴ اور ۶ گرام،بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام،بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام۔

۲۱-گل بنفشہ:

۴، ۶ اور ۹ گرام،بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام،بچوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام، مضعف ومکرب معدہ ہے، جیسا اقسرائی میں لکھا ہے۔

۲۲-گل خطمی: ۴ گرام۔

۲۳-گل زوفا:

بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام، چھوٹوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام۔

۲۴-ایرسا:

بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام، چھوٹوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام۔

۲۵-پرسیاؤشاں:

بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام، چھوٹوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام۔

۲۶-انیسون:

بادیان کے مثل ہے،یعنی غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام، چھوٹوں کے لیے غیر مسہل میں ۵ء۰ گرام اور مسہل میں تین چوتھائی گرام۔

ریشہ خطمی:

۶ گرام اور چھوٹوں کے لیے تین چوتھائی گرام۔

۲۷-سپستاں:

بڑوں کے لیے ۲۰ دانہ اور چھوٹوں کے لیے تین وڈھائی دانہ، منضج و مسہل میں اس کی تعداد برابر ہے۔

۲۸-مویز منقیٰ:

سپستاں کے مثل ہے، یعنی بڑوں کے لیے ۲۰ دانہ اور چھوٹوں کے لیے تین وڈھائی دانہ، منضج و مسہل میں اس کی تعداد برابر ہے۔

۲۹-انجیر:

۷-۵ دانہ منضج و مسہل میں ایک حکم رکھتا ہے۔ بچوں کے لیے نصف، ایک آٹھواں حصہ یا ڈیڑھ دانہ اور آٹھوں حصہ۔

۳۰-خارخسک:

۱۰ گرام بچوں کے لیے ۵ء۱ گرام۔

۳۱-زنجبیل:

۵ء۱ گرام اور بچوں کے لیے ۷۵ء۰ گرام۔

۳۲-غاریقون:

۲۵ء۱ گرام اور بچوں کے لیے ثمن و ربع ثمن گرام۔

۳۳-پوست ہلیلہ زرد:

مفرد یعنی دوسرے ہلیلہ جات کے علاوہ مسہل یا غیر مسہل میں ۹-۶ گرام ہوگا اور دیگر ہلیلہ جات غیر مسہل میں ۴ گرام، خواہ منضج ہو خواہ نہ ہو اور مسہل میں ۶ گرام۔

۳۴-پوست ہلیلہ کابلی:

مفرداً ۹ گرام ترکیب کے ساتھ غیر مسہل میں ۴ گرام اور مسہل میں ۶ گرام۔

۳۵-اسطوخودوس:

۴ اور ۶ گرام۔

۳۶-گلقند:

۲۰، ۳۰ اور ۴۰ گرام۔

۳۷-روغن بادام:

۹-۶ ملی لیٹر۔

۳۸-فلوس خیارشنبر:

۶۰ گرام اس کی طبیعت حرارت و برودت میں معتدل ہے۔ یہ اعضاءِ تنفس کے لیے مرطب، ملینِ بطن اور مرہ محترقہ و بلغم کو خارج کرتا ہے۔ یہ بلا تکلیف اسہال لاتا ہے، یہاں تک کہ حاملہ کو بھی استعمال کرایا جاتا ہے۔

۳۹-شیرخشت:

۶۰-۴۰ گرام۔

۴۰-شکر سرخ:

۶۰-۴۰ گرام۔

۴۱-عنب الثعلب:

۴، ۶ اور ۹ گرام۔

۴۲-بسفائج فستقی:

۴ گرام غیر مسہل میں اور ۶ گرام مسہل میں۔

۴۳-بادرنجبویہ:

۴ اور ۶ گرام۔

۴۴-حب الآس:

۴ اور ۶ گرام۔

۴۵-عناب:

۷ اور ۷ ادانہ، مضعف معدہ ہے، جیسا کہ اقسرائی میں لکھا ہے۔

۴۶-افتیمون:

۶ اور ۷ گرام۔

۴۷-عودصلیب: ۲ گرام۔

۴۸-زرورد: ۴ گرام۔

۴۹-حب کاکنج:

۷ دانہ، ۴ گرام۔

۵۰-ترنجبین:

۶۰-۴۰ گرام۔

۵۱-تخم کنوچہ:

۲، ۳ اور ۴ گرام۔

۵۲-تخم ریحاں:

۴ گرام۔

۵۳-سورنجان شیریں:

۲،۳ گرام۔

۵۴-بوزیدان:

سفوف میں ۲۱ گرام۔

۵۵-سناءمکی:

سفوف میں ۱۲ گرام۔

۵۶-شحم حنظل:

نقوع ومطبوخ میں استعمال نہیں ہوتا ہے۔

۵۷-عصارۂ ریوند:

ا گرام۔

۵۸-ریوندخطائی:

۴ گرام۔

۵۹-پوست بیخ کرفس:

۴ گرام۔

۶۰-مکو:

۴،۶ اور ۹ گرام۔پوست بیخ کاسنی بادیان کا حکم رکھتا ہے۔

۶۱-تخم اسفاناخ:

میرے نزدیک استعمال نہیں ہوتا ہے۔

۶۲-کافورقیصوری:

۱۲۵ ملی گرام۔

۶۳-بزرالبنج:

۵۰۰ ملی گرام۔

۶۴-حب القلت:

۴ گرام۔

۶۵-افیون:

اعدسہ۔

۶۶-گلِ ارمنی:

ا گرام۔

۶۷-گلِ مغرہ:

ا گرام۔

۶۸-گلِ مختوم:

ا گرام۔

۶۹-بہی دانہ:

اس کا لعاب مستعمل ہے اور جوشاندہ میں بغیر لعاب حاصل کیے داخل کرتے ہیں۔تامہ کا مقدار خوراک کامل سحنہ کے لیے ۴ گرام اور چھوٹوں کے لیے ۵۰۰ ملی گرام ہے۔

خلاصۂ کلام:

حکیم محمد شریف نے اپنی کتاب 'معمولات شریفی' میں تجربات کو بروئے کار لاتے ہوئے ان چند سہل الحصول اور مشترک النفع ادویۂ مفردہ کے اوزان کو باعتبار اعمار وسحنہ، منضج وغیر منضج اور مسہل وغیر مسہل ایک فصل کے تحت بیان کیا ہے جو اکثر وبیشتر مطب میں استعمال ہوتی ہیں، لیکن ان میں سے بعض ادویہ کا مختصر تذکرہ بھی کیا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اس دور میں مذکورہ نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے اطباء کے مطب میں استعمال ہونے والی ادویۂ مفردہ کے اوزان کو باعتبار اعمار وسحنہ، منضج وغیر منضج اور مسہل وغیر مسہل درجہ بندی کی جائے، تاکہ دواؤں کی صحیح مقدارِ خوراک کے استعمال کے ساتھ بدن انسانی پر ان کے منفی اثرات سے بچا جاسکے، کیوں کہ بعض دوائیں کم مقدار میں جسم انسانی کے لیے اکسیر ثابت ہوتی ہیں، جب کہ وہی دوائیں زیادہ مقدار میں اسی جسم کے لیے مہلک ثابت ہوتی ہیں۔اسی طرح بعض دوائیں زیادہ مقدار ہی میں اپنے مثبت اثرات مرتب کرتی ہیں، اس کے برعکس اگر ان کو کم مقدار میں استعمال کیا جائے تو کوئی واضح اثر دکھائی نہیں پڑتا۔

●●●

فقارِ پشت کے انحطاطی امراض ـــــ قدیم وجدید طب کی روشنی میں

☆طبیبہ حمیرا بانو

☆حکیم مسرور علی قریشی

☆حکیم عرفان احمد

☆☆حکیم محمد رضا

ابتدائیہ:

پشت کے عظام میں لاحق ہونے والے امراض کی کئی اقسام کی جاسکتی ہیں۔ایک وہ مرض جو عظامِ پشت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے،دوسرے وہ جو التہابی یا ورمی کیفیت کے نتیجہ میں لاحق ہوتا ہے اور تیسرا جو انحطاطی تبدیلیوں کا عمل سمجھا جاتا ہے، جو ایک خاص عمر میں پہنچنے کے بعد اور کبھی دوسرے اسباب کے تحت وقوع پذیر ہوتا ہے۔اس مرض میں مفاصل،فقار، رباطات،عضلات اور اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔کبھی اس سے متصل ساخت میں غیر طبعی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔اس طرح کے امراض میں فقارِ پشت کبھی اپنے مقامِ طبعی سے ہٹ جاتے یا جھک جاتے ہیں اور کبھی ان کے مفاصل کی ساخت میں ایسی تبدیلیاں پیدا ہونے لگتی ہیں، جو نہ صرف مقامِ مرض، بلکہ اس سے متصل اعصاب وعضلات میں شدید مرضی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ فقارِ پشت کے لاحقہ کو طبِ یونانی نے کہیں حدبہ، تقصع رکوب اور ریاح افرسہ جیسے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور امراضِ پشت کی تقسیم انہیں مذکورہ انداز سے کی ہے، البتہ اسباب کے ضمن میں فقارِ پشت کی وضعی تبدیلی، ورمی اسباب کے ساتھ انصبابِ مادہ وفساد مادہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

ابوبکر محمد بن زکریا رازی نے اس طرح کے امراض کے متعلق محققانہ انداز میں لکھا ہے کہ کئی مہروں کے صرف ایک لائن سے کھینچ جانے کو 'تقصع' کہتے ہیں اور اگر کوئی صرف ایک مُہرہ کھینچ جائے یا ٹل جائے اور اس سے اُبھار ظاہر ہو تو اسے 'حدبہ' کہتے ہیں۔

ابن سینا اور بعض دوسرے اطباء نے یہ بتایا ہے کہ فقرات اگر پشت کی جانب ٹلتے ہیں تو اسے تقصع موخر یا حدبہ رکوب کہتے ہیں،لیکن جب سامنے کی جانب ٹلتے ہیں تو اسے تقصع قدامی یا صرف تقصع کہتے ہیں اور یہی صورت جب جانبین میں لاحق ہو تو اسے التواء کا نام دیا جاتا ہے۔دراصل حدبہ اس شکل کو کہتے ہیں جب مُہرے کے ٹل جانے سے پشت پر اُبھار نمودار ہو، یہ مرض اصلاً امراضِ ترکیب میں سے ہے،جس میں فقار کی وضع بدل جاتی ہے یہی صورت طبِ جدید میں بالترتیب scoliosis, lordosis,kyphosis کے نام سے جانی جاتی ہے اور ان کے پیدا ہونے کی بہت سی وجوہ ہیں۔

☆ریسرچ آفیسر [یونانی]، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، ممبئی

☆☆ریسرچ آفیسر انچارج، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن ممبئی

دراصل یہ ریڑھ کی ہڈی میں لاحق ہونے والا ایک شدید تر مرض کی ہے، جو اچانک نمودار نہیں ہوتا ہے، بلکہ خفیف سے شدید کی طرف ظاہر ہوتا ہے۔اس کی خفیف شکلیں جب ابتداء میں نمودار ہوتی ہیں تو وہ بھی کم تکالیف کا باعث نہیں ہوتی ہیں۔اول یہ مرض فقارِ پشت میں یا مفاصلِ پشت میں یا قرص فقار میں انحطاطی تبدیلی کے باعث لاحق ہوتے ہیں۔ جسے طبِ جدید نے بہت سارے نام دے رکھے ہیں، مثلاً degenerative spondylosis, chnages, spondylitis, ostiophytes spondylolesthesiss وغیرہ۔

علی ابن عباس مجوسی نے امراض فقارِ پشت کی یہ شکل بیان کی ہے:

''نہ کبھی حدبہ نمودار ہوتا ہے اور نہ ہی تقصع، لیکن پشت کی شکل میں تبدیلی آجاتی ہے''۔

مجوسی نے حدبہ کی خفیف شکل کا تذکرہ کیا ہے، جب کہ طبِ جدید کے مطابق دیکھا جائے تو یہ مفاصلِ فقار کی وہ تبدیلیاں ہیں، جو خفیف و شدید کے درمیان کی ہے۔جیسا کہ اکثر Herniated Disk, Prolapse of disk, Ruptured disk وغیرہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

مذکورہ امراض درج ذیل تین مقامات پر نمودار ہوسکتے ہیں:

۱-فقارِ عنق Cervical vertibrae

۲-فقارِ صدر Thoracic vertibrae

۳-کمر اور عانہ کے فقرات Lumber/lumbosacral vertibrae

ماہیت الامراض:

مذکورہ تینوں مقامات پر امراضِ حدبہ یا تقصع کی ابتدائی شکل کے لاحق ہونے کو طبِ جدید نے اسے مذکورہ بالا الفاظ میں بیان کیا ہے۔ان مقامات کے فقرات میں ورم مفاصلِ فقرات، غیر طبعی تغیرات، فساد مادۂ مفاصل ، انصبابِ مادۂ فزونی وغیرہ کے حادث ہونے کی صورت میں جو ماہیت المرضی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس سے بین الفقرات ورم کا لاحق ہونا، خلاء بین الفقرات کا کم ہونا، ساتھ ہی قرصِ فقرات کا اپنے مقام پر دب جانا یا مقام سے ٹل جانا ہے اور کبھی کبھی اس میں تفرق بھی لاحق ہوتا ہے۔یعنی مرض کی ابتدائی صورت میں کبھی فقرات یا مفصلِ فقرات صرف جھک جاتے یا گھس جاتے ہیں اور دو فقرات کے درمیان کا خلاء کم ہو جاتا ہے۔ان تمام صورتوں میں مریض مختلف تکالیف کا شکار ہوتا ہے۔اگر گردن کے مفاصل و فقرات متاثر ہوتے ہیں تو گردن، سر، شانے، ہاتھ وغیرہ کی ساختوں سے علامات کا ظہور ہوتا ہے۔اسی طرح صدر کے فقرات کے متاثر ہونے کی صورت میں متعلقہ ساختیں تکالیف کا باعث بنتی ہیں، لیکن جسم کے یہ حصے کم متاثر ہوتے ہیں۔اس کے برخلاف کمر اور عانہ کے فقرات سہل الاثر ہیں اور زیادہ مستعد ہوتے ہیں، ان کی علامات بھی شدید تر ہوتی ہیں، خاص طور پر کمر اور اطرف کے ساتھ پشت، ران، پیر اور کبھی انگلیوں اور انگوٹھوں تک ان کے اثرات کا اتصال ہوتا ہے۔

خاص طور پر مقام ایل-۱ سے ایل-۵ اور کبھی کبھی ایس-۱ بھی متاثر ہو جاتی ہے۔اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ پشت کے تمام مفاصل میں یہ مفاصل سب سے زیادہ فعال ہوتے ہیں اور ان پر ہی جسم کے تمام تر وزن کا بوجھ پڑتا ہے، یعنی یہ مفاصل Biomechanical دباؤ کے تحت مقیم رہتے ہیں۔

اطباء نے اس کے علاوہ حدبہ کی ان اقسام کا بھی تذکرہ کیا ہے، جو بچوں میں عارض ہوتے ہیں۔زکریا رازی نے ایذیمیا اور ابن ہبل بغدادی نے بقراط کے حوالے سے لکھا ہے:

''جن اشخاص کو نشونما سے قبل دمہ یا کھانسی کی وجہ سے کوب نکل آئے تو وہ مرجاتا ہے''۔

وجہ بتاتے ہوئے لکھا ہے:

''چونکہ اس صورت میں پھیپھڑے کو پھیلنے اور سکڑنے میں دشواری ہوتی ہے، لہٰذا عسر تنفس موت کا سبب بن جاتی ہے''۔

دوسری ممکن وجہ یہ بتائی ہے:

''کبھی مریض دمہ میں دمہ کا مادہ ریڑھ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور خراج بن جاتا ہے، جو موت کی وجہ بنتا ہے۔یہ صورتِ حال واضح ہے کہ خراج پھوٹ کر دوسرے اعضاء و احشاء میں خاص طور پر پھیپھڑے میں پھیل کر موت کا سبب بن سکتا ہے''۔

اطباءِ قدیم نے حدبہ اور ریاح الافرسہ کو ایک ہی عنوان کے تحت بیان کیا ہے، اس کا سبب ایک خاص قسم کی ریاح کو قرار دیا ہے، بقول ابن ہبل بغدادی:

''بچوں میں وقت سے پہلے دودھ چھڑانے اور غلیظ غذائیں دینے سے پیدا ہوتا ہے''۔

یہ بات واضح ہے کہ ان صورتوں میں شدید نقص تغذیہ و قلتِ مناعت

پیدا ہوتی ہے، خاص طور پر کیلشیم کی قلت کے باعث ریکیٹس جیسے امراض کا لاحق ہونا اور ان کی صورتوں میں جیسا کہ بتایا گیا ہے، ہڈیاں بھربھری اور نرم ہوجاتی ہیں اور کوب نکل آتا ہے، لیکن حکیم محمد کبیر الدین نے اسے دقِ تعفن کا لاحقہ قرار دیا ہے۔ طبِ جدید کے مطابق بھی اس طرح کا مرض، جس کا نام pott's disease ہے، دقِ تعفن کا لاحقہ ہے جو سینہ اور کمر کے فقار میں زیادہ لاحق ہوتا ہے۔

اسباب:

۱-فقرات کا ٹل جانا یا خلاء بین الفقار کا کم ہوجانا

۲-دیگر امراضِ مفاصل کے اسباب، یعنی وہ تمام اسباب بھی شامل ہیں، جو جسم میں امراضِ مفاصل کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں، جیسے فسادِ مادہ عظامِ مفاصل، تحجر مفاصل [Osteo arthritis]، یا دیگر تغیرات مفاصل۔

۳-حرکاتِ کثیرہ، ضربہ سقطہ، تفرقِ اتصال، بھاری وزن کا اٹھانا یا ایسے پیشے سے منسلک ہونا، جس میں وزن اٹھانے کا کام کرنا پڑتا ہے۔

ہریسن و ڈیوڈسن میں لکھا ہے کہ امراضِ مفاصل میں میکانیکل اسباب اہمیت کے حامل ہیں، کیوں کہ مفاصل پر غیر تناسب وزن کا مستقل قائم رہنا، بیرونی اسباب میں چوٹ و صدمہ کا لاحق ہونا یا بھاری وزن اٹھانے سے جوڑوں کے جو تحفظی میکانیہ ہیں، ان میں کمزوری و تغیر آنا مفاصل کو مبتلائے مرض کرنے کا سبب بنتا ہے۔

۴-وضعِ حمل یا شکم کا بڑا ہونا

۵-ایک ہی حالت میں دیر تک بیٹھنا اور ریڑھ کی ہڈیوں میں غیر طبعی وضع کا قائم رہنا۔

۶-گاڑھے اور ٹھنڈے اخلاط کا انصباب، اس سے مہروں کے رباطات مسترخی ہوجاتے ہیں۔

۷-ضربہ و سقطہ، اس کے نتیجہ میں مادہ کا انصباب ہونے لگتا ہے، خاص طور پر غضاریف میں کیمیاوی و حیاتیاتی استحالات کے پیش نظر تبدیلیاں ہونے لگتی ہیں اور سطحِ مفاصل پر خلیاتِ عظام میں تغیر نمایاں ہوتا ہے اور کبھی مفاصل کے وہ عضلات جو ایک سرے سے دوسرے سرے کو جوڑتے ہیں، ان میں انقباض آجاتا ہے۔

۸-خراج جو حد درجہ غلیظ مواد سے پیدا ہوتا ہے اور اس میں نضج نہیں ہو پاتا ہے۔ یعنی حالتِ تزید قائم رہتی ہے بڑھ کر گھٹن کا سبب بنتا ہے، جس کی وجہ سے موت بھی واقع ہوجاتی ہے۔

۹-حدبہ کا سبب لیسدار رطوبت ہوتی ہے، جس کو مہروں کے رباطات پی کر تر ہوجاتے ہیں اور ان کی گرفت کمزور ہوجاتی ہے اور وہ قرص کو اپنی جگہ پر برقرار نہیں رکھ پاتے۔

۱۰-کبھی اس کا سبب ریاح ہوتی ہے، جو مہروں کے نیچے ٹھہر جاتی ہے۔ طب کا یہ بیان تحقیق کا متقاضی ہے، کیونکہ کیلشیم کی قلت کی صورت میں عظام کی دبازت کم ہوجاتی ہے یعنی ہڈیاں مسام دار ہوجاتی ہیں، ممکن ہے اطباء نے ان حالات کو محسوس کیا ہو اور ان کا اشارہ اسی جانب ہو۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے، جیسے حکیم محمد کبیر الدین نے کہا ہے کہ دقِ تعفن سے جو امراض پشت میں عارض ہوتے ہیں، انہیں ہی ریاحِ افرسہ کے نام سے جانا گیا ہے۔ کیونکہ افرسہ کے معنی خبیث مادے کے ہیں، جو ہڈیوں میں سما کر اسے کھا جاتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف تخلخلِ عظام [osteoporosis] بھی ایک مرض ہے، جس میں ہڈیوں کا حجم مسامدار ہونے لگتا ہے، جس کے سارے اسباب آج واضح ہیں۔

۱۱-ورم حار بھی ایک خاص وجہ قرار دیا گیا ہے، جو اس مقام سے متصل عضلات میں لاحق ہوتا ہے۔

اسماعیل جرجانی نے ان تمام اسباب کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اس قسم کی رطوبت رقیق کا ذکر کیا ہے جو فالج پیدا کرتی ہیں اور اس قسم کی رطوبت غلیظ کا بھی ذکر کیا ہے، جو تشنج بلغمی کا باعث ہوتی ہیں۔ ورم عضلاتِ مہرہ بھی حدبہ کا سبب ہوتا ہے خواہ وہ اندرونی اسباب سے ہو یا بیرونی —— اور یہ طبِ جدید کے لحاظ سے بھی تسلیم شدہ اور قابل قبول سبب ہے۔

طبِ جدید نے اس کے اسباب میں مادہ کی انحطاطی [degenerative] تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے، اس کی ابتدا عام طور پر عمر کی تیسری دہائی کے بعد شروع ہوتی ہے اس میں نہ صرف رباطات و عضلات کی لچک ختم ہوجاتی ہے، بلکہ عظام میں بھی التہابی کیفیت کا ظہور ہوتا ہے، خاص طور پر اس مقام پر جہاں سب سے زیادہ دباؤ کا اثر پڑتا ہے، لہٰذا تفرقِ اتصال کی حالت مزید تر ہوتی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں دیگر ماہیتِ مرضی تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ کبھی کبھی جب فقرات پر اس کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں تو

degenerative osteophytosis کے نام سے جانا جاتا ہے اور کبھی اس کے نتیجہ میں اعصاب کے اندر فقر کی حالت پیدا ہونے لگتی ہے۔ گردن کے مہروں میں عمر کے ساتھ کون وفساد کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں ہیں، جو بعد میں osteoarthritis کی شکل میں بدل جاتی ہیں۔ بین الفقرات ساخت میں کون وفساد کے باعث ہونے والی تبدیلیاں Cervical spondylosis یا Ankylosing spondylitis ایک یا زیادہ فقرات کے مہروں میں ورم کا لاحق ہونے کو کہا جاتا ہے۔

X-Ray,MRI,Scan میں تبدیلیوں کے باعث مثبت دریافت ظاہر ہوتی ہیں، جو فقرات وقرص فقرات، خانہ بین الفقرات کی تبدیلی ساتھ ہی مخِ نخائی پر دباؤ کا ظاہر ہونا اور کبھی صرف سوجن یا انقباض کی صورت میں علاماتی ظہور ہی تشخیص میں معاون ہوتا ہے۔

اصولِ علاج وعلاج:

ابن ہبل بغدادی نے لکھا ہے کہ ابتدا میں اس کا علاج ممکن ہے، لیکن مزمن ہونے پر لا علاج ہے۔ علی ابن عباس مجوسی نے فقرات کے ٹل جانے کی صورت میں جن لوگوں نے اس کے لیے مشقت بھری ترکیب استعمال کی ہے، ان کو بقراط کے حوالے سے تنبیہ کی ہے۔ لیکن زکریا رازی اور ابن سینا نے بلا تفریق اصولِ علاج وعلاج کا تذکرہ کیا ہے:

۱-سقطہ کے سبب میں علاج بندش اور مناسب ضمادوں کے استعمال سے کی جاتی ہے

۲-حدبۂ رطب یعنی جن کا سبب رطوبت ہوتی ہے، ان کا علاج ادویۂ مجففہ ومسخنہ سے کیا جاتا ہے، مثلاً شیطرج، ماءالاصول اور ایارجات۔

۴-خراج کی صورت میں علاج خراج کے اصول پر کیا جاتا ہے۔

۵-غلیظ ریاح کی صورت میں اس کا علاج سکبینج، ماءالاصول اور ماءالبزور سے کیا جاتا ہے۔ اس کے علاج میں ایسی دواؤں کی ضرورت پڑتی ہے، جن کے اندر قبضیت، لطافت، تسخین اور تحلیل کی خصوصیات ہو۔

علاج:

اسباب کے لحاظ سے درج ذیل علاج تحریر ہے:

۱-ورم گرم کی صورت میں:

رگ باسلیق کی فصد کھولیں۔

حلبہ، لعاب تخم السی، مرغی کی چربی، مغز ساق گاؤ، بنفشہ، خطمی کا ضماد بنا کر ورم پر لگائیں۔ روغن کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

فلوس خیار شنبر گرم پانی میں گھول کر اور روغن بادام ملا کر پلائیں۔

روغن خطمی، السی اور روغن ملا کر حقنہ کریں۔

بنفشہ، بابونہ، ناخونہ، بیخ خطمی اور پودینہ کے جوشاندے میں مریض کو بٹھائیں۔

۲-ریاح افرسہ کی صورت میں:

ماءالاصول میں روغن بیدنجیر ملا کر پلانا فائدہ مند ہے۔

گلقند، انیسون اور مصطگی ملا کر کھلانا مفید ہے۔

معجون حب الغار اور جوارش کمونی فائدہ مند ہے۔

حب سورنجان یا حب سکبینج وغیرہ سے جسم کا تنقیہ بہتر ہے۔

میعہ، قسط، قصب الزریرہ، ابہل، فرفیون، بادیان، سداب کے پانی اور روغن بابونہ اور روغن ناردین میں ملا کر ضماد کریں۔

۳-رطوبت مائی یا انصباب مادہ کی صورت میں جو فقار میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں:

ماءلاصول وبزور کا استعمال کرنا چاہیے۔

روغن سداب، روغن چمیلی، روغن قسط، سرو اور عاقرقرحا وغیرہ کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

قابض دواؤں، مثلاً جوز سرو، گلنار، برگ غار، گل سرخ وغیرہ کا ضماد فائدہ مند ہوتا ہے۔

۴-رطوبت غلیظ ولزج کی وجہ سے یا یبوست کی وجہ سے۔

اس کا علاج تشنج کے اصول پر کرنا چاہیے۔

پشت پر مرطب روغنیات، مثلاً روغن بنفشہ، روغن نیلوفر، روغن کدو وغیرہ کا استعمال۔

کُٹا ہوا جو، خشخاش مع پوست، بنفشہ، نیلوفر اور کدو کا چھلکہ جوش دے کر گرم پیٹھ پر نطول کریں۔

مرطب آبزن میں کرائیں۔

۵-ضربہ سقطہ کی صورت میں:

سینگھی [cupping] کی مدد سے مقام پر لایا جائے۔

محاجم ناریہ[Fire cupping]استعمال کیا جائے۔

زفت، عاقر قرحا اور مقل کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے اور جب فقرات جم جائیں تو قابض دوائیں کا استعمال کریں۔

غذا میں قلت اور ریاضت[Light excercise]اہم طریقۂ استفراغ ہے۔

دلک[Massage] جید کریں۔

سرکہ سبزی اور نمکین چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

مقام ماؤف پر داغ دیں۔

اختتام:

مندرج بالا مباحث کے پیش نظر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دقی تعفن کے سوا دوسرے لاحقے جو عام طور پر فقار میں پیدا ہوتے ہیں، ان کی جانب طب یونانی کی بہتر پیش رفت ہوسکتی ہے، بالخصوص آج جب کہ تفتیشی سہولیات کے سبب تشخیص بہت ابتدائی مرحلوں میں ہی ممکن ہوگئی ہے، لہٰذا طبّی اصول کو پیش نظر رکھ کر علاج کے بہتر طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں اور اکثر او پی ڈی میں خالص یونانی طریقۂ علاج کے بعد تشفی بخش نتائج بھی دیکھے گیے ہیں۔

حوالہ جات

۱- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا[۲۰۰۴ء]، کتاب الحاوی اردو ترجمہ، گیارہواں حصہ، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی: ص۱۶، ۲۲، ۲۷

۲- بغدادی ابن ہبل، مہذب الدین ابوالحسن علی بن احمد بن علی[۲۰۰۷ء]، کتاب المختارات، [اردو ترجمہ]، حصۂ چہارم، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی ص۹۶-۹۸

۳- مسیحی، ابن القف، امین الدولہ ابوالفرج، [۱۹۸۶ء] کتاب العمدہ فی الجراحت حصۂ اول [اردو ترجمہ]، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی، ص۱۶۹-۱۷۰

۵- ارزانی، حکیم محمد اکبر[۱۹۰۳ء]، طب اکبر، اردو ترجمہ حکیم محمد حسین، ادارہ کتاب الشفاء، دریا گنج، نئی دہلی، ص۶۱۴-۶۱۵

۶- ابن سینا، شیخ علی بن عبداللہ[۱۸۹۹ء]، القانون[اردو ترجمہ]، جلد سوم حصہ دوم، حکیم غلام حسنین کنتوری، منشی نول کشور، لکھنؤ، ص۲۹۳-۲۹۸

۷- جرجانی، احمد الحسن اسماعیل[۱۸۸۷ء]، ذخیرہ خوارزم شاہی، جلد ششم[اردو ترجمہ]، حکیم ہادی حسین خاں، منشی نولکشور، لکھنؤ، ص۶۳۶-۶۳۷

۸- ڈیوڈسن[۱۹۹۶ء]، پرنسپل اینڈ پریکٹس آف میڈیسن، ای ایل بی ایس، ص

۹- مائیکل شواس[۱۹۹۵ء]، ہچیسن کلینیکل میتھڈ، ای ایل بی ایس گریٹ بریٹین، ص۲۴۹-۲۵۱

۱۰- کاسپر برآءن وغیرہا[۲۰۰۶ء]، ہریسن پرنسپل آف انٹرنل میڈیسن، جلد دوم، آئی ایس بی این سنگاپور

۱۱- چاندپوری، حکیم کوثر[۱۹۸۴ء]، موجز القانون، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ص۴۰۰-۴۰۸

۱۲- مجوسی، علی ابن عباس[۱۸۸۷ء]، کامل الصناعۃ اول، مطبع نولکشور، لکھنؤ: ص

۱۳- کبیر الدین، حکیم محمد[۱۹۳۵ء]، بیاض کبیر حصۂ اول، حکمت بک ڈپو حیدرآباد، ص۲۲۹-۲۳۷

●●●

قوتِ حیوانیہ بقاءِ حیات کا لازمی جز ـــــــ دلائل کی روشنی میں

☆حکیم عابد علی انصاری

☆☆حکیم انیس احمد انصاری

☆☆☆حکیم فواد سعید شیرانی

☆☆☆☆حکیم تنزیل احمد

☆☆☆☆طبیبہ نسرین جہاں

لفظ 'قویٰ' قوت سے مشتق ہے، اس کو فلاسفہ و اطباء کئی معانی میں استعمال کرتے ہیں۔ طبِ یونانی کے مطابق بدن انسان میں مختلف قسم کی قوتیں پائی جاتی ہیں، قوتِ حیوانیہ ان میں سے ایک اہم قوت ہے۔ ابن سینا نے اس کی تعریف اس طرح بیان کی ہے۔

قوتِ حیوانیہ سے اطباء کی مراد وہ قوت ہے کہ جب وہ اعضاء کو حاصل ہوتی ہے تو ان کو حس و حرکت کی قوت اور افعال و حیات کو قبول کرنے کے لیے آمادہ کر دیتی ہے پھر اسی قوت کی طرف اطباء حرکاتِ خوف اور حرکاتِ غضب کو بھی منصوب کرتے ہیں، کیونکہ ان حالات میں اس روح کے اندر انقباض و انبساط عارض ہوتا ہے، جو اس قوت کی طرف منسوب ہے، یعنی روحِ حیوانی میں انقاض و انبساط لاحق ہوتا ہے۔[۱]

اطباء نے قوتِ حیوانیہ کا مرکز قلب کو قرار دیا ہے، جس میں مختلف قوائے حیوانیہ پائی جاتی ہیں۔ یہ قوتیں حیات کو قائم و دائم رکھنے کی ذمہ دار ہیں۔ قلب کے ذریعہ یہ قوتیں متحرک رگوں میں نفوذ کر کے تمام اعضاءِ بدنی تک پہنچتی ہیں اور انہیں حیات عطا کرتی ہیں۔ علی بن عباس مجوسی کے مطابق ان قوائے حیوانی میں سے بعض فاعلہ ہیں اور بعض منفعلہ۔ قوتِ فاعلہ وہ ہیں جن سے انبساطِ قلب و انقباضِ قلب اور شریانوں میں حرکتِ انبساط و انقباض پیدا ہوتا ہے اور قوتِ منفعلہ وہ قوتیں ہیں، جن سے غضب اور الفت پیدا ہوتی ہے۔ انبساطِ قلب اور متحرک رگوں کا انبساط حرکت مکانی ہے، جس حرکت سے اعضاء اپنے مرکز سے اپنے کنارے تک جاتے ہیں اور اپنے کناروں سے سروں تک پہنچتے ہیں۔ یہ قوتِ فاعلہ کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ قلب اور شرائین کی حرکت محض قوتِ جاذبہ سے ہوتی ہے، جو ہوا [نسیم] کو قلب اور شرائین میں جذب کرتی ہے اور یہ قوت اس کاریگر کے

☆ ریڈر و صدر شعبۂ کلیات، اے ایچ، ایم، ایس، یونانی میڈیکل کالج، تمکور، کرناٹک

☆☆ پروفیسر شعبۂ کلیات، فیکلٹی آف یونانی میڈیسن، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

☆☆☆ ریڈر شعبۂ کلیات، فیکلٹی آف یونانی میڈیسن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

☆☆☆☆ لکچرر، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

قائم مقام ہے جو ہوا کو دھونکنی میں داخل کرتا ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس قوت سے انبساط پیدا ہوتا ہے یہ وہی قوت ہے جس کے ذریعہ قلب ہوا کو پھیپھڑوں سے جذب کرتا ہے اور ہوا کا پھیپھڑوں میں داخل ہونا صدر کے توسط سے ہوتا ہے، کیونکہ پسلیوں کے درمیان کے عضلات کا فعلِ خاص یہ ہے کہ سینے کو کشادہ کرے اور اس کو سمیٹ بھی لے۔سینہ کشادہ ہونے کے ساتھ پھیپھڑے بھی کشادہ ہو جاتے ہیں اور اسی کشادگی کی وجہ سے ہوا پھیپھڑوں تک داخل ہوتی ہے۔ پھر اس وقت پھیپھڑوں سے قلب ہوا کو جذب کرتا ہے اور اسی قوت سے متحرک رگیں ہوا کو قلب سے جذب کرتی ہیں۔اس وقت ہوا کے داخل ہونے کو 'استنشاق' کہتے ہیں۔لیکن جس سے انقباض پیدا ہوتا ہے وہ قوت ہے جو فضولِ دخانی کو قلب سے دفع اور اس کا تنقیہ کرتی ہے۔اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ انبساط کے وقت جو رگ قلب کے قریب ہے، ہوا اور خونِ لطیف کو قلب سے بہ نظرِ اضطرار خلاء کے جذب کرتی ہے، اس لیے کہ یہ رگیں بوقت انقباض خون اور ہوا سے خالی ہو جاتی ہیں اور جس وقت انبساط ہوتا ہے خون اور ہوا انہیں رگوں میں پلٹ کر آجاتی ہیں اور ان کو بھر دیتی ہیں اور جو رگ متحرک رگوں میں سے جلد کے قریب ہے بیرون ہوا کو خارج سے جذب کرتی ہے اور جو رگ قلب اور جلد کے بیچ میں واقع ہوتی ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ ساکن رگوں سے جو لطیف خون ان میں ہے، اس کو جذب کرتی ہے اور یہ جذب اس طرح ہوتا ہے کہ ساکن رگوں سے سوراخ متحرک رگوں تک بنے ہوتے ہیں۔

علی بن عباس مجوسی نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اگر متحرک رگیں کٹ جائیں تو خون ساکن رگوں سے نکل جائے گا، یہی بیان اس وقت کا تھا جس سے انقباض اور انبساط متعلق ہے۔[۲]

برہان الدین نفیس کے نزدیک قوتِ حیوانیہ وہ قوت ہے، جو تمام اعضاء کو قوائے نفسانیہ کے قبول کرنے کے لیے آمادہ کر دیتی ہے۔اس قول کی شرح میں علامہ نفیس کہتے ہیں کہ یہ قوت[حیوانیہ] تمام اعضاء کو حس کی قوت اور حرکتِ ارادی کے قبول کرنے کے لیے آمادہ کر دیتی ہے نیز یہ قوت تمام اعضاء کو ان قویٰ کو قبول کرنے کے لیے بھی تیار کر دیتی ہے، جو غذاء میں حیوانی تصرفات کرتی ہے۔

یعنی غذاء میں ایسے تصرفات اور استحالات پیدا کرتی ہے، جس سے وہ حیوان کے تغذیہ میں داخل ہو جانے کے قابل ہو جاتی ہے۔ان کے اس قول کی صراحت یہ ہے کہ قوتِ حیوانیہ روحِ حیوانی کے ذریعہ تمام اعضاء کی حیات کو قائم رکھتی ہے، جس کے ذریعہ یہ قلب کی قوتِ حیوانیہ شرائین کی راہ خونِ حیوانی روانہ کرتی ہے، جو اپنی روح کے ذریعہ تمام اعضاء کی ساختوں کو زندہ رکھتا ہے۔جب یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو اعضاء سے حیات منقطع ہو جاتی ہے۔ایسی حالت میں اعصاب کے ذریعہ حس وحرکت کی قوت یا قوت نفسانیہ جو وہاں پہنچتی ہے رائگاں ہو جاتی ہے، یہی عمل قوتِ طبیعیہ کے لیے بھی درپیش ہوتا ہے، جس سے تغذیہ کے افعال وابستہ ہیں۔علامہ نفیس نے اس کی ایک جامع دلیل دی ہے کہ اعضاء کی آخر الذکر قوتیں اس وقت اپنا عمل ظاہر کرتی ہیں جب اعضاء میں حیات کی رمق باقی رہتی ہے اور اعضاء میں حیات اسی وقت تک قائم رہتی ہے، جب تک خون شریانی کے ذریعہ روح حیوانی کی رسد جاری رہتی ہے۔

قوتِ حیوانیہ کے وجود کی دوسری دلیل یہ ہے کہ عضوءِ مفلوج زندہ ہوتا ہے، مثلاً فالج اور لقوہ میں مفلوج عضوء میں حیات تو موجود ہوتی ہے لیکن عضوءِ مفلوج کون وفساد سے محفوظ رہتا ہے۔علامہ نفیس کے بقول اس میں وہ باتیں نہیں پیدا ہوتیں جو مردہ نعشوں میں ہوتی ہیں، لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر قوتِ نفسانیہ اپنا فعل یا حس وحرکت کا عمل بند کر دے اور عضوء حس وحرکت سے خالی ہو جائے تو بھی عضوء مردہ نہیں ہوتا تاوقتیکہ قوتِ حیوانیہ کا عمل مسدود نہ ہو جائے۔

قوتِ حیوانیہ کے وجود کے سلسلے میں ملا نفیس نے تیسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ اعضاء میں قوتِ حیوانیہ باقی ہوتی ہے مگر قوتِ طبیعیہ باطل ہو جاتی ہے، مثلاً قوتِ طبیعیہ کی ایک قسم قوتِ نامیہ سنِ وقوف میں باطل ہو جایا کرتی ہے۔اسی طرح قوتِ نامیہ کی دوسری قوت، قوتِ مولدہ عورتوں میں حیض بند ہونے کے بعد باطل ہو جاتی ہے۔اسی طرح قوتِ طبیعیہ کی ایک قسم قوتِ غاذیہ اس وقت باطل ہو جاتی ہے، جب اعضاء میں کوئی ایسا سوءِ مزاج پیدا ہو جاتا ہے جو اعضاء کو قوتِ تغذیہ قبول کرنے نہیں دیتا، لیکن قوتِ حیات قبول کرنے سے نہیں روکتا۔[۳،۴]

ابن سینا نے کلیاتِ قانون میں لکھا ہے کہ ہر عضو کی ذات اور اس کے جوہر میں قدرتاً ایک طبعی قوت[قوتِ غریزیہ] ہو کرتی ہے، جس سے اس کے تغذیہ کا فعل جاری رہتا ہے۔اس دلیل سے بیشتر اطباء نے اختلاف کیا ہے اور یہ اعتراض بھی مناسب لگتا ہے کہ قوتِ غریزیہ بذات خود کوئی قوت نہیں ہے، بلکہ کسی عضو کی قوتِ تغذیہ یا اس کا فعل اس وقت تک زندہ رہتا جب

تک اس میں حیات قائم ہے اور قوتِ غریزیہ یا تغذیہ قوتِ حیوانیہ کی محتاج ہوتی ہے اور قوتِ حیوانیہ کے نقصان یا اس کے عمل کے باطل ہونے کے بعد ہی قوتِ تغذیہ کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

ان اعتراضات کے جواب میں بعض اطباء نے کہا ہے کہ قوت تغذیہ اعضاء کے لیے اس وقت تک طبعی اور غریزی افعال انجام دیتی ہے، جب تک کہ اس کا ذاتی مزاج قائم رہتا ہے، لیکن جب ان کا مزاج بگڑ جاتا ہے تو باوجود قیام حیات کے قوتِ تغذیہ ان میں قائم رہتی ہے، جب تک کسی عضو میں حیات قائم ہے، اس وقت تک اس میں عملِ تغذیہ برابر جاری رہتا ہے بقائے حیات تک تغذیہ کا عمل ہرگز بند نہیں ہوسکتا۔ ابن سینا کے قول کا یہی منشا ہے کہ سوء مزاج کے عارض ہوجانے کی صورت میں تغذیہ باطل نہیں ہوتا، البتہ اس میں خلل اور کمی آسکتی ہے۔ الغرض اس کی ایسی کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ عضو میں قوتِ طبیعیہ [قوتِ غاذیہ] منقطع ومفقود ہوجائے اور قوتِ حیات اس میں موجود ہو۔

حکیم غلام حسنین کنتوری نے کلیات قانون کے اردو ترجمہ صراحت کی ہے کہ قوتِ حیوانیہ ہی سے طبیب وہ قوت مراد لیتے ہیں جس کے حاصل ہونے کے بعد اعضاء میں قبول قوت حس وحرکت اور افعالِ حیات کی آمادگی پیدا ہوتی ہے اور اسی قوت کی طرف حرکاتِ خوف اور غضب کو منسوب کرتے ہیں، کیونکہ وہ ان حرکات میں انبساط اور انقباض پاتے ہیں جو اس روح کے لیے عارض ہوتا ہے، جس کی طرف یہ قوتِ حیوانی منسوب ہے۔[۳و۵]

ابن سینا مزید لکھتے ہیں کہ قوتِ حیوانیہ اس لحاظ سے قوتِ طبیعیہ سے مشابہ ہے کہ جو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں وہ ارادہ [شعور] سے نہیں [جیسا کہ قوتِ طبیعیہ کا حال ہے] اور اس لحاظ سے قوتِ نفسانیہ سے مشابہ ہے کہ قوتِ نفسانیہ کی طرح اس کے افعال بھی متعدد ہیں، کیونکہ یہ استعداد وحیات پیدا کرنے کے علاوہ آلاتِ روح انقباض وانبساط دونوں پیدا کرتی ہے اور اس سے دو متضاد حرکتیں، حرکت انقباض وانبساط ظہور میں آتی ہیں۔ یہ تینوں قوتیں اگرچہ اطباء کے نزدیک گویا ایک ایک نفس ہیں، لیکن فلاسفہ جب کسی ارضِ نفس خاکی نفس کو 'نفس' کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد 'جسم طبعی آلی کا کمال' ہوا کرتی ہے اور کمال سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ ان تمام قوتوں کا مبداء ہے، جس سے مختلف حرکات اور مختلف افعال صادر ہوتے ہیں۔[۱]

مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کے قوتِ حیوانیہ جسم انسانی کو زندہ رکھنے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ یہ اعضاءِ بدن میں بقاءِ حیات کی ذمہ دار بھی ہے اور حیات کا سرچشمہ بھی۔ یہی وہ قوت ہے جو دیگر قوائے انسانی کی حیات کو قائم رکھتی ہے اور تمام اعضاء کو نفسانی قوتوں کے قبول کرنے کے قابل کردیتی ہے۔ یعنی یہ ان تمام قوتوں کا مبداء ہے، جس سے مختلف حرکات اور مختلف افعال صادر ہوتے ہیں نیز یہ اعضاء میں غذائی مواد اور روح پہنچاتی ہے، تاکہ وہ زندہ رہ سکیں اور بلا واسطہ ایسی توانائی پیدا کرتی ہے جو دوسری قوتوں کی معطی بھی ہوتی ہے اور قابل بھی، یعنی یہ قویٰ طبیعیہ اور نفسانیہ کا بھی تغذیہ کرتی ہے۔

یہی قوت دورانِ خون اور عملِ تنفس انجام دیتی ہے، جس سے مذکورہ بالا مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ اسی قوت کے زیر اثر اعضاءِ نفسانی قوتوں کو قبول کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ یعنی وہ قوت ہے جو اعضاء میں جس وقت آتی ہے تو اعضاء کو حس وحرکت کو قبول کرنے کے قابل کردیتی ہے۔

کتابیات

۱- ترجمہ وشرح کلیات قانون جلد اوّل، ابن سینا/ ترجمہ کبیر الدین، حکیم محمد، محبوب المطابع، برقی پریس، دہلی، ۱۹۳۰ء، ص ۱۳۷ و ص ۱۴۳-۱۴۴

۲- کامل الصناعۃ، مجوسی علی بن عباس/ کنتوری، حکیم غلام حسنین، مطبوعہ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۸۹ء، ص ۱۸۵-۱۸۶

۳- ترجمہ وشرح کلیاتِ نفیسی، نفیس، برہان الدین/ کبیر الدین، حکیم محمد، دفتر المسیح، حیدرآباد، ۱۹۵۴ء، ص ۱۴۸-۲۰۴

۴- افادۂ کبیر، کبیر الدین، حکیم محمد، نورالامراء، حیدرآباد، ۱۹۴۷ء، ص ۲۷۱

۵- ترجمہ قانون، حصۂ اول، ابن سینا/ کنتوری، حکیم سید غلام حسنین، مطبوعہ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۸۵ء، ج اول، ص ۹۳

●●●

جذام: ایک مطالعہ

☆حکیم محمد زبیر
☆حکیم توفیق احمد
☆☆پروفیسر حکیم محمد عارف اصلاحی

جذام ایک مزمن متعدی عصبی مرض ہے، جو اعضاء کے مزاج اور اس کا شکل وصورت کو مسخ کر دیتا ہے۔ یہ عصبی نظام کو متاثر کرتا ہے اور پہلے جسم کے سب سے ٹھنڈے اعضاء، ہاتھ، پیر اور چہرے پر اس کے اثرات رونما ہوتے ہیں اور منھ شیر کی مانند ایسا ڈراؤنا اور بھیانک ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی آدمی داءالاسد کہہ اٹھے۔[۱]

وقوعہ:

یہ مرض سرد ممالک میں کم اور گرم ممالک میں زیادہ ہوتا ہے، لیکن صحت کے قومی اور بین الاقوامی اداروں کی خصوصی توجہ اور عمومی طرزِ رہائش کے اعلیٰ اور معیاری ہونے کے باعث اس کے اصابات میں برابر کمی آ رہی ہے، جیسا کہ رپورٹوں سے واضح ہو رہا ہے کہ عالمی سطح پر ۲۰۰۹ء میں جذام کے مریضوں کی تعداد ۲،۲۴۷۹۶، ۲۰۱۰ء کے آغاز میں ۲،۱۱۹۰۳[۲]، اور ۲۰۱۱ء میں یہ تعداد ۱،۹۲۲۴۶ ریکارڈ کی گئی ہے۔[۳]

مترادفات:

جذام، کوڑھ، کشٹھ روگ، ہینسنز ڈیزیز، چونکہ اس کے مادۂ مرض [جرثومہ=مائیکو بیکٹیریم لیپری] کی دریافت Norwegian Gerhard Henrik Armauer Hansen نامی سائنسداں نے ۱۸۷۳ء میں کی تھی، اس لیے اس کو موجد کے نام پر Hansen's disease بھی کہتے ہیں۔

جذام عربی لفظ ہے، جس کے معنی کٹنے کے ہیں، چونکہ اس مرض میں انگلیاں کٹ کر گرنے لگتی ہیں، اس لیے اس کا یہ نام دیا گیا ہے۔ عہدِ قدیم سے اس مرض کی وباء عام تھی۔ اس کی تاریخ بڑی قدیم ہے، اس کا ذکر ابوالطب بقراط [۴۶۰ ق م] کی تصنیف میں ملتا ہے۔ بابل کے باشندے اس سے واقف تھے۔ چھٹی اور ساتوی صدی عیسوی میں یوروپ میں بڑی شدت سے پھیلا۔ ۲۰۰۰ء میں عالمی صحت تنظیم کے مطابق جذام ۲۱ ملکوں میں وبائی طور پر پھیلا تھا۔ ولید بن عبدالملک اموی نے جذامیوں کے لیے علیحدہ اسپتال کی تعمیر کی تھی۔[۴]

اس کی اہمیت کے پیش نظر ایک دن بین الاقوامی یومِ جذام [World leprosy day] جنوری کے آخری یکشنبہ کو منایا جاتا ہے۔

علی بن عباس مجوسی کے بقول:

''جذام وہ بیماری ہے جو کہ تمام اعضاء بدن کو خشک کر دیتی ہے اور یبوست کی وجہ سے ان کو فاسد کر دیتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ سرطان تمام بدن میں پیدا ہو۔ جذام کی پیدائش

☆شعبۂ معالجات، ارم یونانی میڈیکل کالج لکھنؤ drzubairmd234@gmail.com
☆☆صدر شعبۂ معالجات، ارم یونانی میڈیکل کالج لکھنؤ

ضعف قوتِ مغیرہ، غلبۂ سودا اور سوء مزاج سرد خشک سے بھی پیدا ہوتی ہے۔"[۵]

اسباب:

فاعلی:

مائیکو بیکٹیریم لیپری کی سرایت پذیری۔

معاون:

۱-قوتِ مدافعت کی کمی۔

۲-گنجان آبادی نیز گندی آبادی میں بودوباش۔

۳-سیماب کا کثرتِ استعمال۔

۴-ناقص، غلیظ غذاؤں کا استعمال۔

۵-حیض ونفاس کی حالت میں مباشرت۔[۶،۷]

۶-فساد دم۔[دم کا غیر طبعی طور پر سودا میں تبدیل ہوجانا]

علی بن عباس مجوسی کی زبان میں:

''جذام کی پیدائش ضعف قوت مغیرہ سے ہوتی ہے اس کے علاوہ جذام غلبۂ سوداء اور سوء مزاج گرم خشک سے بھی پیدا ہوتا ہے۔''[۵]

مدتِ حضانت:

اس کی مدتِ حضانت ۶ ماہ سے ۴۰ سال تک یا اس سے زائد بھی ہوسکتی ہے، کیونکہ اس کے جرثومہ کے رفتار کی نشونما انتہائی سُست [۲ ہفتہ میں ایک بار] ہوتی ہے، اس کی اوسط مدتِ حضانت کا اندازہ ۲ سے ۵ سال لگایا گیا ہے۔

جذام کی قسمیں:

۱-جذام خدری[Anaesthetic Leprosy]

۲-جذام عجزی[جذام درنی، عقدی Nodular Leprosy][۳]

۳-جذام مرکب[Mixed Leprosy]

۱-جذام خدری[Anaesthetic Leprosy]:

جذامِ خدری میں اعضاء کی حس باطل ہوجاتی ہے۔ اس مرض میں گانٹھیں پیدا نہیں ہوتی ہیں، یہ مرض گرم ممالک میں زیادہ ہوتا ہے، اس کا اثر اعصاب اور مرکز اعصاب پر ہوتا ہے، ابتدا میں بہت خفیف اور غیر محسوس حرارت ہوتی ہے، ساتھ میں اعضاء بالخصوص اطراف میں تیز سنسناہٹ، چبھن اور درد کا احساس ہوتا ہے۔ اعصاب کے بعد عضلات متاثر ہوتے ہیں اور عضلات کی کمزوری ولاغری کے بعد نمایاں استرخاء پیدا ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے قوتِ احساس میں فرق آجاتا ہے۔ جلد، مفاصل اور عظام کا تغذیہ بگڑ جاتا ہے اور جلد میں سفید زردی مائل گول گول دھبے پیدا ہوجاتے ہیں، جو دھیرے دھیرے پھیلتے جاتے ہیں اور مل کر بیضوی شکل کے بڑے بڑے بے قاعدے دھبے بن جاتے ہیں۔ یہ دھبے کنارے پر اُبھرے ہوئے اور ذکی الحس ہوتے ہیں، لیکن مرکزی حصہ خشک ہوکر سفید اور بے حس ہوجاتا ہے۔ ان دھبوں کے بڑھنے کے ساتھ خدر بتدریج بڑھتی جاتی ہے، جسم سرد ہوتا ہے، قبض کی شکایت رہتی ہے، عضلات لاغر ہوکر سکڑ جاتے ہیں، نبض متفاوت اور بطی چلتی ہے، ہاتھ پیر کی انگلیوں کے پورے سخت، چمکدار اور متورم ہوجاتے ہیں اور دھیرے دھیرے ان کے انتہائی سرے کی ساخت کے تحلیل و جذب ہونے کے باعث انگلیاں اور دوسرے حصے غائب ہوجاتے ہیں۔ ماؤف اعصاب[Cutaneous nerves] موٹے ہوکر رسّی کی طرح محسوس ہوتے ہیں اور دبانے سے ان میں درد ہوتا ہے، کبھی بڑے بڑے زخم پڑ جاتے ہیں، لیکن درد بالکل نہیں ہوتا، البتہ ان زخموں سے نہایت بدبودار رطوبت نکلتی ہے۔[۸]

۲-جذام عجزی[Nodular Leprosy]:

اس کو جذام درنی یا عقدی بھی کہتے ہیں، یہ سرد ممالک میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس قسم کے جذام کا اثر صرف جلد اور غشاءِ مخاطی پر ہوتا ہے، مرض کی ابتداء میں کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی، پھر کچھ عرصہ تک محض سوءِ ہضم، اسہال اور غنودگی کے بعد نمایاں طور پر بخار ظاہر ہوتا ہے، جو حمی مفترہ کی طرح ہوتا ہے۔ مریض کی آواز بگڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد جلد پر سرخ چمکدار اُبھرے ہوے دانے ظاہر ہوتے ہیں، جو عام طور سے پیشانی، بازو اور رانوں پر نمودار ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ان سرخ طفحات کے مقام پر چھوٹے چھوٹے سخت دانے پیدا ہوجاتے ہیں، جو آپس میں مل کر اور حجم میں بڑھ کر گانٹھیں اور اُبھار[عقد] بنادیتے ہیں۔ ان کا رنگ زردی مائل اور بھورا ہوتا ہے۔ کبھی یہ گانٹھیں تحلیل ہوجاتی ہیں اور ان کی جگہ گہرے رنگین نشان رہ جاتے ہیں یا ان میں پیپ پڑ جاتی ہے اور یہ اُبھار پھوٹ جاتے ہیں۔ یہ گانٹھیں جسم کے ہر حصہ میں ہوسکتی ہیں، لیکن عموماً چہرے پر زیادہ ہوتی

ہیں، اس کے ساتھ پیشانی، ناک، کان کی لو وغیرہ متورم ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ آنکھ سرخ ہوجاتی ہے اور آنسو جاری رہتے ہیں۔ پپوٹے ڈھیلے اور متورم ہوجاتے ہیں اور ان میں چھوٹی چھوٹی سخت گانٹھیں پڑ جاتی ہیں، کبھی پپوٹے باہر کو مڑ جاتے ہیں، ان عوارض سے مریض کی صورت ایک عجیب موٹی، پھولی ہوئی، ڈراؤنی شکل، شیر کے چہرے کے مانند دکھائی دیتی ہے، جسے داءالاسد [شیر کی بیماری] کہتے ہیں۔[۹]

۳- جذام مرکب [Mixed Leprosy]:

اس میں جذامِ عقدی اور جذامِ خدری، دونوں کی مخصوص علامات پائی جاتی ہیں، اسی لیے کبھی مرض کی ابتدا جذام عقدی سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد محیطی اعصاب متاثر ہوکر جذامِ خدری ہوتا ہے اور کبھی مرض کی ابتدا محیطی اعصاب کے متاثر ہونے سے ہوتی ہے، جو جذامِ عقدی پر منتج ہوتا ہے۔[۱۰]

جذام کی مخصوص علامات:

۱- چہرے پر جگہ جگہ دھبے نظر آتے ہیں۔

۲- مقام ماؤف جزوی یا کلی طور پر سُن ہوجاتا ہے۔

۳- اعصاب رسّی کی مانند موٹی محسوس ہوتے ہیں۔

۴- جلد اور ناک کی طبعی شکل بدل جاتی ہے۔

۵- مریض کی غشاء مخاطی میں ایسڈ فاسٹ بیسیلائی موجود ہوتے ہیں۔

مرض کے انتہائی درجے میں دانے یا ابھار نظر آتے ہیں، خصوصاً چہرے کی جلد اور کانوں پر، اس کے علاوہ انگلیوں اور انگوٹھوں کا گل، جھڑ جانا، ناک بیٹھ جانا، پیروں میں استرخائی حالت پیدا ہوجانا وغیرہ۔[۲]

تفریقی علامات

نمبر شمار	جذام عجزی	جذام خدری
۱	اعضاء کی حس باطل ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی۔	اعضاء کی حس باطل ہوجاتی ہے۔
۲	گانٹھیں پیدا ہوتی ہیں۔	گانٹھیں پیدا نہیں ہوتیں۔
۳	سرد ممالک میں زیادہ ہوتا ہے۔	مرض گرم ممالک میں زیادہ ہوتا ہے۔
۴	مریض کی صورت شیر کے چہرے کی مانند [Leonine face] دکھائی دیتی ہے، جسے داءالاسد کہتے ہیں۔	ایسا نہیں ہوتا۔
۵	مریض کی آواز بگڑ جاتی ہے اور نکسیر بھی جاری ہوجاتی ہے۔	ایسا نہیں ہوتا۔
۶	Lepromin test ہمیشہ منفی ہوتا ہے۔	معمولی مثبت ہوتا ہے۔

عوارض:

جذام کے عوارض میں peripheral neuropathy کا ایک اہم شمار ہے۔ اس میں عام طور پر Cutaneous nerves اور خاص طور سے جسم کے ٹھنڈے مقامات کے اعصاب زیادہ متاثر ہوتے ہیں، مثلاً ulnar nerve common peroneal, supraorbital, greatauricular, median radial,nerves۔[۱۱]

اس کے علاوہ Cranial nerves بھی متاثر ہوتی ہیں، مثلاً facial، trigeminal nerves وغیرہ۔[۱۱]

تشخیص:

عام طور سے اس کی تشخیص مرضی علامات کی بنیاد پر بآسانی ہوجاتی ہے۔ تاہم عام طور سے cutaneous nerves کا متاثر ہونا، sensory loss کا پایا جانا، smears میں Acid Fast Bacilli کی موجودگی، lepromin test, wood lamp examination اور histopathological features سے اس کی تشخیص میں مزید آسانی ہوجاتی ہے۔

تحفظی تدابیر:

- جذام کے مبینہ مریضوں کو صحت مند افراد سے حتی الامکان دور رکھیں۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں۔
- جذامی خیمہ میں مریضوں کو رکھ کر علاج کیا جائے۔ اس کے استعمال کی تمام اشیاء بھی علاحدہ رکھیں۔
- مریضوں کے بول و براز، تھوک اور بلغم کو دافعِ عفونت دواؤں کے ساتھ دفن کردیا جائے۔

- جذام کے معالج کو معائنہ کے وقت دستانے اور ماسک استعمال کرنا چاہیے۔
- جذامیوں کے صحت مند بچوں کو ان سے الگ رکھا جائے۔
- سیماب کے استعمال سے بچائیں۔
- ناقص، غلیظ غذاؤں کا استعمال نہ کرائیں، بلکہ غذاءِ لطیف کثیرالتغذ یہ جیدالکیموس کا استعمال کرانا چاہیے۔
- حیض ونفاس کی حالت میں مباشرت سے اجتناب کرائیں۔
- قوتِ مدافعت کو قوی کریں۔

اصول علاج::

- سوداوی مواد کا بدن سے تنقیہ۔
- ترطیبِ مزاج۔
- حمام۔
- مصفی خون ادویہ کا استعمال۔
- دافعِ جذام ادویہ کا استعمال۔

علاج:

- خلط فاسد کے نضج وتنقیہ کے لیے یہ نسخہ استعمال کرائیں۔

نسخہ منضجِ سودا۔

- شاہترہ، گاؤزباں، اسطوخودوس، ہرایک ۷گرام، اصل السوس مقشر ۴گرام، پرسیاؤ شاں ۴گرام، سپستاں ۱۱عدد، عناب، ۵عدد، بادرنجبویہ ۴گرام — تمام دواؤں کو پانی میں جوش دے کر مل چھان کر گلقند آفتابی ۲۵گرام ملا کر استعمال کرائیں۔

جب نضج کے آثار نمایاں ہوجائیں تو مسہل کے طور پر یہ نسخہ استعمال کرائیں۔

نسخۂ مسہل:

- ہلیلہ سیاہ، افتیمون ولایتی، ہرایک ۲۵گرام، برگ سنا مکی، اسطوخودوس، بسفائج، گل سرخ، ہرایک ۱۲گرام، تربد ۳گرام، خربق سیاہ ۱گرام — تمام دواؤں کو پانی میں جوش دے کر مل چھان لیں اور اس میں غاریقون، شحم حنظل، ہرایک ۱گرام ملا کر استعمال کرائیں۔

- حسب ضروریات باسلیق وصافن کی فصد کھولیں۔
- مصفی خون کے طور پر، سرپھوکہ، چرائتہ، گل منڈی، تخم نیم، تخم بکائن، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ سیاہ، آملہ، زردچوب، ہرایک ۲۵گرام — تمام دواؤں کو نیم کوب کر کے ۵لیٹر پانی میں بھگو دیں، ۲۴گھنٹے کے بعد ۲لیٹر عرق کشید کریں اور ۵۰ ملی لیٹر عرق صبح و شام استعمال کرائیں۔
- سفوف چال موگرا اور روغن چال موگرا جذام کے ابتدائی درجے میں بہت مفید ہے۔سفوف کا استعمال کیپسول میں اور کم مقدار میں کرنا چاہیے۔ اسی طرح روغن کا استعمال روغن نیم کے ساتھ کرنا چاہیے، کیونکہ یہ گرم اور مخرش ہوتا ہے۔

ترطیبِ مزاج کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کریں۔

- بکری کا دودھ پلائیں۔
- روغن کدو ناک میں ٹپکائیں۔
- ماءالجبن پلائیں۔
- حمام کے بعد روغن کدو یا روغن بنفشہ کی جسم پر مالش کرائیں۔

جذام میں اطباء نے مندرجہ ذیل نسخوں کو بھی مفید پایا ہے۔

- برہم ڈنڈی تازہ ۲۵گرام، فلفل سیاہ ۷عدد، دونوں کو پانی میں پیس کر مریض کو پلائیں۔
- برگ حنا ۱۲گرام کو رات کے وقت پانی میں بھگو دیں اور صبح کو اس کا زلال لے کر نبات سفید ۱۲گرام ملا کر ۴۰دنوں تک استعمال کرائیں۔
- شاہترہ، برہم ڈنڈی، نگند بابری، پوست ہلیلہ زرد ہموزن — تمام دواؤں کو نیم کوب کرکے ۱۲گرام دواء کو رات کے وقت پانی میں بھگودیں اور صبح کو مل چھان کر استعمال کرائیں۔

معمولات مطب:

- معجون خدر ۶گرام، اول عقب آں ہا افتیمون، بسفائج فستقی، سرپھوکہ، شاہترہ، برہم ڈنڈی، ہرایک ۶گرام جوش دے کر،

- مل چھان کر ہمراہ شربت مرکب مصفی خون ۲۰ ملی لیٹر صبح وشام پلائیں۔
- اطریفل شاہترہ ۶ گرام کھلائیں۔
- روغن چال موگرہ برائے مقامی استعمال۔

حوالہ جات

۱- ارزانی، حکیم محمد اکبر، میزان الطب، [۲۰۰۲ء]، طباعت اول، ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، ص ۲۴۷

۲- پارک، جے، ی [۲۰۱۱ء]، ٹیکسٹ بک آف پریونیٹو اینڈ سوشل میڈیسن، بنارسی داس بھارت پبلیشر، جبل پور، ص ۲۸۸

۳- www.who.int/lep/situation/prevelence

۴- دکتور کمال سامرائی، مختصر التاریخ الطب العربی، منشورات وزارت الثقافۃ والتعلیم، الجمھوریۃ العراقیۃ سلسلۃ دراسات، دائرہ شؤن الثقافۃ والنشر، [۱۹۸۴ء]، ص ۳۱۵ — اور — مختصر التاریخ الطب العربی

ایک مطالعہ، سہ ماہی جہان طب، جلد ۶، شمارہ ۴، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی

۵- مجوسی ابوالحسن علی ابن عباس، کامل الصناعہ [اردو ترجمہ]، مترجم غلام حسنین کنتوری، [۲۰۱۰]، ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، ص ۴۳۰

۶- القمری، ابوالمنصو رالحسن بن نوح، غنیٰ منیٰ [اردو ترجمہ]، ۲۰۰۸ء، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی، ص ۳۹۹

۷- خان اجمل، بیاض اجمل [۲۰۰۸ء] مطبع فیصل پریس دیو بند، ص ۲۳۴

۸- ارزانی حکیم اکبر، طب اکبر، [اردو]، ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، ص ۷۱۵ـ۷۱۴

۹- ارزانی، حکیم محمد اکبر، میزان الطب، طباعت دوم جون ۲۰۱۰، ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، ص ۲۴۷

۱۰- جیلانی، حکیم غلام، مخزنِ حکمت [۲۰۰۹ء] مطبع فیصل پریس دیو بند، جلد اول، ص ۶۳۹

11- Nations SP, Katz JS, Lyde CB, Barohn RJ. Leprous neuropathy: An American perspective. Semin Neurol 1998;18:113-24

12- Koyuncu M, Celik O, Ozturk A, Saunders M. Audiovestibular system, fifth and seventh cranial nerve involvement in leprosy. Indian J Lepr 1994;66:421-8.

●●●

اردو شعری ادب اور مصطلحاتِ علم الادویہ

☆حکیم محمد ارشد جمال
☆☆حکیم شمیم ارشاد اعظمی
☆☆☆حکیم منصور احمد صدیقی

شاعری کا محاکاتی نظام، اس کے تلازماتی اسالیب، استعاراتی وتشبیہاتی زاویے اور دیگر صنائع وبدائع اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ دنیا جہان کی پہنائیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔ یہی سبب ہے کہ شعری تخلیقیت کا آسمانِ بے کراں شعبہ ہائے زندگی کی تمام تر نیرنگیوں سے مزین وآراستہ ہے اور کائنات کی ایک ایک شے بلاقیدِ زبان وادب کسی نہ کسی حوالے سے شاعری سے منسلک ہے۔ وہ طب وسائنس ہو یا منطق وفلسفہ، تاریخ وجغرافیہ ہو یا ارضیات وفلکیات، تہذیب وثقافت ہو یا سیاست ومعیشت، ادیان ومذاہب ہوں یا سماج ومعاشرت، سبھی شعری ادب کا حصہ ہیں۔ غرض شاعری کی بساط پر زندگی اور سماج سے وابستہ ہر ایک مہرہ موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے کچھ کی حیثیت محض پیادوں کی سی ہے، کچھ شہسواروں کی قطار میں ہیں اور کچھ اپنی شانِ تمکنت وجاہ وجلال کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ بساطِ شاعری پر اپنی تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر علوم وفنون میں علمِ طب بھی ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ جس کی اصطلاحات جا بجا اپنی کرنیں بکھیرتی نظر آتی ہیں۔ اہلِ سخن نے ان طبّی مصطلحات سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور ان سے اپنی تخلیقات کو معنویت اور ان کے حسن کو رعنائی ودلکشی فراہم کی ہے۔ حکیم مودود اشرف کے لفظوں میں:

> ’’عربی، فارسی اور اردو، ان میں سے ہر ایک زبان پر طبّی اصطلاحات کی گہری چھاپ دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے۔ مزاج وطبیعت، زخم ومرہم، سم وتریاق، نشتر وجراحت اور اس جیسے بے شمار الفاظ واصطلاحات طب وفلسفہ سے براہ راست ماخوذ ہیں جو اردو زبان وادب کا حصہ بن گئے ہیں۔ ان کی شمولیت سے اردو کے دامن میں وسعت پیدا ہوئی۔ نئی تشبیہات واستعارات وجود میں آئے، گویا فکر کو اظہارِ خیال کے لیے نئی زمین اور نئی جہت ملی، ان کی شمولیت سے اردو شاعری کے حسن ومعنویت میں مزید دلکشی پیدا ہوئی اور رعنائی بھی۔‘‘

اردو کے بیشتر استاذ شعراء نے طبّی الفاظ واصطلاحات کو اپنی نگارشات میں خوب برتا ہے۔ ذوق، سودا، مومن، میر، غالب، داغ، اقبال، ناسخ، جرأت، آتش، جلیل، امیر، رشک، بحر، وزیر، راسخ، شعور، رند، برق، شاد، صبا، شرف غرضیکہ اردو ادب کے تمام ہی دبستان، خواہ دبستانِ لکھنؤ ہو، دبستانِ دہلی ہو، دبستانِ عظیم آباد ہو یا دکن، ہر ایک نے طبّی اصطلاحات سے کسبِ فیض کیا ہے اور ان سے اپنے فن کو ہمہ گیریت عطا کی ہے۔ حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی

☆لکچرر، شعبہ معالجات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور۔
☆☆لکچرر، شعبہ علم الادویہ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور۔
☆☆☆ڈائرکٹر، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور۔

لکھتے ہیں:

''اردو شاعری کا پورا سرمایہ دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اردو شاعری میں طبِ یونانی اور طب میں اردو شاعری باہم دگر مدغم ہیں''۔

نہ صرف یہ کہ اردو شاعری نے طبّی الفاظ و اصطلاحات سے اپنے دامن کو وسیع کیا ہے، بلکہ اس نے طب کے نظریات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کے یہ الفاظ کسی سرمایہ سے کم نہیں ہیں:

''ہماری کلاسیکی شاعری میں جو دنیا نظر آتی ہے، اس کی تفصیل میں علم طب اور حکمت کی بھی کارفرمائی ہے، مثلاً ہم جانتے ہیں کہ قدیم یونانی علم کی رو سے دنیا چار عناصر سے بنی تھی یعنی آب، آتش، خاک اور باد۔ انھیں عناصر کی مناسبت سے علمِ طب میں بھی یہ تصور رائج ہے کہ انسانی جسم چار عناصر سے عبارت ہے۔ انھیں [مبدل صورت میں] اخلاط اربعہ کہا جاتا ہے اور یہ حسب ذیل ہیں: سودا، صفراء، دم، بلغم۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہماری کلاسیکی شاعری کی دنیا میں بھی تمام بنیادی کیفیات و حالات چار چار کے گروہوں میں نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر حسب ذیل گروہ ملاحظہ ہوں:

اطرافِ عشق: عاشق، معشوق، رقیب، ناصح

منازلِ عشق: ہوس، شوق، عشق، انس

مدارجِ عشق: ہوس، شوق، الفت/عشق، فنا

منازلِ نشہ: سرخوش، تر دماغ، سیہ مست، خراب

میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس خیال کو حقیقت سے بعید نہ سمجھا جائے گا کہ چار چار گروہوں کا یہ تصور ہماری شاعری میں عناصرِ اربعہ اور اخلاطِ اربعہ کے طرز پر بنا ہے، یا خود بخود اخلاط و عناصر کے تصور سے پیدا ہو گیا ہے۔''

اردو شعراء نے طب کے تمام مباحث کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے، چاہے ان کا تعلق کلیات سے ہو یا معالجات سے، علم الجراحت سے ہو یا علم الادویہ سے، ہر طرح کے مضامین سے شعری کائنات مملو ہے۔ عناصر، قویٰ، مزاج، اخلاط، اعضاء، بلغم، صفراء، سوداء، دم، صحت، مرض، طبیب، اطباء، مطب، عفونت، احتراق، نبض، بول، براز، قارورہ، حواس اور اس جیسی دوسری کلیاتِ طب سے وابستہ اصطلاحیں، نسخہ، نسخہ نویسی، شفا، دستِ شفا، دارالشفاء، بخار، تپ، لرزہ، پیچش، زحیر، خفقان، خارش، دق، مدقوق، درد، دردِ سر، صداع، دوران سر، زکام، سعال، چیچک، طاعون، نفخ، تبخیر، فواق، آنکھ آنا، موتیا بند، سبل، یرقان، سودا، جنون، وحشت، عطاس، منضج، مسہل، تبرید، ملین، نکسیر، بحران وغیرہ معالجات کے مضامین اور زخم، پھوڑا، فصد، ناسور، جراحت، جرّاح، ٹانکے، مرہم، نشتر، آبلہ، پھپھولا، چھالا، داغ جیسے سرجری کے مشمولات بکثرت اردو شاعری میں موجود ہیں۔

کلیاتِ طب، معالجات اور علم الجراحت کی طرح ہی علم الادویہ کی اصطلاحات سے بھی شعراء نے استعارہ کیا ہے اور اس کی تمام ضمنی شاخوں مثلاً کلیاتِ ادویہ، صیدلہ، مفردات و مرکبات کے مشمولات سے ان کی تخلیقات بھری پڑی ہیں، جن کا استعمال اشعار میں تاثیر، ندرتِ الفاظ، فصاحتِ بیان، بلندئ خیال، سادگی و پرکاری، کیفی وفور، سوز و گداز اور دیگر فنّی لوازمات کی تکمیل کے لیے کیا گیا ہے۔ ان میں بعض الفاظ تو اس کثرت سے استعمال ہوئے ہیں کہ وہ اپنی طبّی حیثیت سے پرے عمومی ادبی الفاظ کے دائرے میں شامل ہو گئے ہیں۔

مصطلحات ادویہ مفردہ:

افیون: یہ ایک سمّی دوا ہے، جو خشخاش کے کچّے پھلوں یعنی کوکنار یا پوست خشخاش میں شگاف دینے سے دودھ کی شکل میں حاصل ہوتی ہے، جسے بعد میں خشک کر کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مسکّن الم، منوم، قابض اور حابس نزلات ہونے کے سبب اسے اوجاع اور نزلاوی امراض میں استعمال کیا جاتا ہے۔ شعراء نے اس دوا کو بیشتر مقامات پر لفظی، معنوی اور استعاراتی پہلو عطا کیا ہے۔

فراقِ یار میں سیرِ چمن ہے زہر مجھے
کھلائے گی ابھی افیون کوکنار کی شاخ [ناسخ]

یہ لو افیون کھائی قہر کیا
اور یہ اپنے حق میں زہر کیا [شوق]

بتاتے ہو علاج اشک جو اس خال کا بوسہ
طبیبو! آب نزلہ ہے کہ بے افیوں نہ جائے گا [ذوق]

صندل: اپنی برودتِ تاثیر کے لیے معروف صندل بدن کی ان مرضی کیفیات کے لیے مستعمل ہے جو بالخصوص سوءِ مزاج حار سادہ کے سبب پیدا

ہوتی ہیں۔ یہ خفقانِ حار اور صداعِ حار سادہ کی اہم دوا ہے، جسے بالعموم خارجی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ شعراء نے کبھی اس کے طریقۂ استعمال کی زحمت سے لطافت پیدا کی ہے، کبھی معشوق کی خاکِ پا کو صندل سے تعبیر کر کے اپنی وحشت میں اضافہ کیا ہے تو کبھی وصالِ یار کی لذت کو صندل جیسی تاثیر کا حامل بتایا ہے۔

صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی
میں درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا [آتش]

ٹھنڈک پڑی اس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا
گویا کسی نے رکھ دیا صندل کا پھاہا دل کے پاس [امیر]

خاکِ پا اس کی بہ از صندل ہے پر ملتی نہیں
سر کہاں پھوڑوں دوائے درد سر ملتی نہیں

حنا: حنا یا مہندی بھی طب میں بطور دوا مستعمل ہے، جو برودتِ مزاج کے سبب اپنی دوائی تاثیر رکھتی ہے۔ چنانچہ اہلِ سخن نے اس کی اسی تاثیر کو ملحوظ رکھ کر اشعار میں معنی آفرینی پیدا کی ہے۔

اس قدر مجھ سے زمانے کی ہوا ہے بر خلاف
کیا عجب بوئے حنا ڈالے بدن میں آبلے [آتش]

سردیٔ حنا پہونچی ہے عاشق کے جگر تک
معشوق کا گر ہاتھ میں ہے دست حنائی [ذوق]

جدوار رزقوم رحنظل: زقوم ایک مسہل سمّی دوا ہے، جب کہ جدوار تریاق سموم ہے۔ اسی طرح شحمِ حنظل ایک ایسی دوا ہے، جو اپنے افعال کے ساتھ اپنے تلخ ذائقے کے لیے بھی معروف ہے۔ شاعر نے ان تمام الفاظ کا استعمال کر کے صنعتِ تضاد کو کیا خوب برتا ہے۔

کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم
کیا عجب گر آب حنظل دیوے شربت کا مزہ [ذوق]

نطق شیریں سے تری عام حلاوت ہو اگر
ثمر تلخ ہو حنظل کا سبوئے شربت [ذوق]

مومیائی: یہ ایک معدنی دوا ہے، جو ہڈیوں کو جوڑنے میں سریع الاثر ہے اور بکثرت مستعمل ہے۔ شعری روایت میں اس لفظ کی بھی بطور استعارہ جلوہ نمائی ہے اور بیشتر مقام پر اس سے شدتِ ربط کا اظہار کیا گیا ہے۔

ہے گلوں کے حق میں شبنم مرہم زخم جگر
شاخ بشکستہ کو ہے باراں کا موسم مومیا [ذوق]

مومیائی ہو حمایت تری حق میں اس کے
سخت گیری سے فلک توڑے کسی کی گر آس [ذوق]

کافور: کافور بھی بشمول اپنی انتہائی درجے کی برودتِ مزاج کے شعری بیاض کی زینت ہے۔ اردو ادب میں 'کافور ہونے' کی اصطلاح کا اخذ کیا جانا بھی کافور کی اس اہم تاثیر کے سبب ہی ہے۔

دل زندگی سے سرد ہے ایسا کہ کیا عجب
کافور بر سے گریہ آہن دراز ہے [ناسخ]

یار تیری زلف کی تعریف سن کر بحر سے
غیر رنگت ہوگئی ،کافور عنبر ہوگیا [بحر]

زعفران: زعفران طب کی اہم ترین دوا ہے، جو جسم کی حرارتِ غریزیہ کو بڑھاتی ہے۔ اس کے پھول زرد رنگ کے نہایت خوشبودار ہوتے ہیں۔ اس کی خوش رنگی اور اس کی انتہائی خوشگوار بو کے سبب یہ مانا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص زعفران کے کھیت میں چلا جائے تو ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی سے زعفران زار ہونے کی ترکیب بھی مستعار ہے۔ شاعر نے یرقان کے سبب لاحق ہونے والی بدن کی صفراویت کو زعفران کی رنگت سے تشبیہ دے کر اپنی اذیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

زردی نے میرے رنگ کے مجھ کو رلا دیا
ہنسوائے جو کسی کو یہ وہ زعفراں نہ تھی [آتش]

عشق پیچاں: عشق پیچاں یا لبلاب کی بیل بھی طبّی افادیت کی متحمل ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ جس درخت سے کو لگ جاتی ہے، اُسے سکھا دیتی ہے اور غالباً اس کی اسی خاصیت سے لفظ 'عشق' ماخوذ ہے کہ جس کو یہ روگ لگ جاتا ہے سوکھ جاتا ہے۔ حیرت تو یہ کہ دوائی لحاظ سے بھی یہ سودائی امراض میں مفید ہے۔ اس ضمن میں ذوق کا یہ شعر ملاحظہ کریں۔

جس سے لپٹا سوکھا مجنوں کی طرح سے وہ درخت
عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا [ذوق]

سنبل الطیب: یہ ایک خوشبودار بوٹی ہے، جو ریشہ دار اور روئیں دار ہوتی ہے اور مقوی قلب و محرکِ اعصاب افعال رکھتی ہے۔ شاعر نے اس کی ساخت، اس کی بُو اور اس کے فعل تینوں سے کیا خوبصورت تلازمہ بنایا ہے اور اپنی سودا مزاجی کو کیا حسین جواز فراہم کیا ہے۔

یاد زلف یار آئی دل کو سودا ہو گیا
بوئے سنبل نے طبیعت کی پریشاں باغ میں

ہلدی / رطب: یہ دونوں اشیاء بھی دواء مستعمل ہیں۔ جن میں ہلدی کا ذائقہ چرپرا اور رطب [کھجور] کا شیریں ہوتا ہے۔ صنعتِ تضاد کے لیے ان کا بھی کیا خوب استعمال کیا گیا ہے۔

لیتے ہی بوسہ میوہ لب کا مؤا میں بجر
شاید کہ ہلدئے کی گرہ تھی رطب نہ تھا [بحر]

مذکورہ بالا اصطلاحات کے علاوہ بھی بے شمار طبی الفاظ ہیں، جو براہ راست ادویۂ مفردہ سے متعلق ہیں اور شعری بیاض کا حصہ ہیں، ان میں چند حسب ذیل ہیں۔

بزرالبنج: ہے غلط سامنے شارع کے ہے وہ تخمِ حرام
مصحفی کو جو اطباء نے لکھا بزر البنج

زنگار: جابجا تعریف لکھی ہے خط رخسار کی
چاہئے جدول مرے دیوان کو زنگار کی [ناسخ]

سرس: ہے دوائی اس شجر کے واسطے تازہ خزاں
پتے بچ کر رہ گئیں خالی سرس کی تیلیاں [ذوق]

بیدمجنوں: ہوگیا زائل مزاج دہر سے یاں تک جنوں
بید مجنوں کا بھی صحرامیں نہیں باقی پتا [ذوق]

گلاب: بیٹی کے جو چہرے پہ گلاب اشکوں کا چھڑکا
بیمار کو فی الفور ہوا غش سے افاقہ [اوج]

عسل: مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہئے
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا [آتش]

اصل السوس: عجب ہوا ہے کہ فیض ہوا سے ہوتا ہے
شکم میں خستہ کے نشو نمائے اصل السوس [مومن]

سیماب: ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا آب حیات
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارہ ہوگیا [ذوق]

مصطلحات مرکبات و علم الصیدلہ:

مرہم: مرہم ایک ایسا مرکب ہے، جو دواؤں کے ساتھ موم اور روغن شامل کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ بیشتر اسے اندمال زخم کی غرض سے مقامی طور پر لگایا جاتا ہے۔ چونکہ اردو شاعری کا ایک بڑا حصہ زخم و جراحت سے عبارت ہے، اس لیے اس کے ساتھ مرہم کی شمولیت بھی لازمی امر تھا، سو اس مرکب نے بھی گلشن سخن کے زخم پھولوں کی آبیاری میں کوئی کمی نہیں رکھی۔

مرہم سبز لگاتے ہیں جو وہ
میرے زخموں کو ہرا کرتے ہیں [وزیر]

زخم دل کے بھر گئے ابروئے قاتل دیکھ کر
بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کردیا [ناسخ]

یارب رکھیں گے پنبہ و مرہم کہاں کہاں
سوز دروں سے ہائے بدن داغ داغ ہے [میر]

آفتاب صبح کا عالم دلِ زخمی میں ہے
داغ غم چمکا جو رکھا مرہم کافور کو [ناسخ]

میرے سینے پر بتوں کی سرد مہری کا ہے داغ
مشک سے بدتر ہے پھاہا مرہم کافور کا [ناسخ]

اکسیر: ایسی دواؤں کو کہتے ہیں، جن کے اثرات معجز نمائی کے متحمل ہوتے ہیں یا جو مرض کے لیے تیر بہ ہدف دوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شاعری میں یہ اصطلاح بھی صنعتِ تعلیل، صنعتِ تضاد، تشبیہ و استعارہ اور دیگر صنعتوں کے طور پر بکثرت مستعمل ہے۔

ٹھوکر اس کے پاؤں میں پارس کی لگ جاتی اگر
صدقے کا پتلا بناتے گوندھ کر اکسیر ہم [بحر]

فائدہ دے ترے بیمار کو کیا خاک دوا
اب تو اکسیر بھی دیجے تو ضرر دیتی ہے [ذوق]

ہر ایک اسم عزیمت میں اسم اعظم ہے
ہر ایک نسخہ شفا میں ہے نسخۂ اکسیر [ذوقؔ]

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا [ذوقؔ]

شربت: شکر یا شہد کے قوام میں تیار کیا جانے والا ایک تار کا یہ شیریں مرکب بھی شعری روایت کا حصہ ہے اور جا بجا معشوق کے عنابی ہونٹوں کی شیرینی کی تفسیر بیان کرتا دکھائی دیتا ہے۔

بوسۂ لب کا مزہ لے کے پیا ہے میں نے
حلق سے میرے ہے جب شربت عناب اترا [آتشؔ]

لعل شیریں کی حلاوت پہ جو جاں دے عاشق
تو دمِ نزع بھی عناب کا چاہے شربت [ذوقؔ]

کسی نے شربت ورد مکرر کی جو ٹھہرائی
تو کوئی سن کے مثل غنچہ و گل مسکرایا ہے [مومنؔ]

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر
لیک محروم اسے آب بقا نے رکھا [ذوقؔ]

کشتہ: کشتہ سازی علم الصیدلہ کا ایک اہم حصہ ہے۔ عام طور پر معدنی دواؤں، مثلاً فولاد، پارہ، صدف، قلعی وغیرہ کو ایک خاص ترکیب سے جلا کر مردہ کر لیا جاتا ہے اور ان سے دوائی تاثیرات حاصل کی جاتی ہیں۔ اردو زبان میں یہ لفظ قتل و خونریزی، شہید کرنے یا ہونے، ذبح کیے جانے یا ستائے جانے کے معنوں میں کشتہ سازی سے ہی مستعار ہے۔

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے واں پیدا شجر کافور کا [ذوقؔ]
کڑے پن کو ہماری خاکساری نے کیا زائل
یہ وہ جوہر ہے جس سے کشتہ فولاد کرتے ہیں [آتشؔ]
ملے اکسیر گر اس کشت و خوں سے میں نہ لوں ہرگز
مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا [ذوقؔ]

زہر و تریاق: طب میں ایسی دواؤں کی ایک طویل فہرست ہے، جو زہر کے زمرے میں آتی ہیں۔ بیشتر اشیاء جو سمی ہوتی ہیں، اپنی کم ترین مقدار میں دوائی افادیت کی حامل بھی ہوتی ہیں، جنھیں ادویہ سمیہ کہا جاتا ہے نیز کچھ وہ بھی ہوتی ہیں جو سمِ مطلق کہلاتی ہیں، ان کے ساتھ ہی تریاقی ادویہ کی بھی ایک بڑی تعداد علم الادویہ میں مذکور ہے۔ بہر حال زہر و تریاق کی اصطلاح سے بھی شعر گوئی میں استفادہ کیا گیا ہے اور اس کا سہارا لے کر دلکش منظر نگاریاں کی گئی ہیں۔

پھر یاد آ گئی مجھے ناگن سی زلف یار
پھر زہر عشق سارے بدن میں چھٹک گیا [بحرؔ]

گماں خط سبز کا ہے بے جا تمام ہے سبز جلد عارض
برنگ افعی تمہارے گیسو بلا کا کچھ زہر اُگل رہے ہیں [اسیرؔ]

نام کو اشیاء میں نے تلخی رہی نے سمّیت
بن گیا تریاق افیوں زہر میٹھا ہو گیا [ذوقؔ]

روغن: یہ بھی سیّال دوا کی ایک شکل ہے، جو دہنی اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور پانی سے اتصال نہیں رکھتا ہے۔ الگ الگ روغنیات الگ الگ اثرات رکھتے ہیں اور داخلی و خارجی دونوں طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن بیشتر اس کا استعمال خارجاً مالش کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ صحیفۂ شاعری میں اس لفظ کا ورود بھی تواتر کے ساتھ ہوا ہے۔ کبھی شعراء نے اس سے کاجل کشید کیے ہیں، کبھی اس کی مدد سے چکنی چپڑی باتیں کر کے اپنے مطالب حاصل کیے ہیں تو کبھی انہیں منفعل آنکھوں سے آنسوؤں کی شکل میں جاری کیا ہے۔

خط لکھوں گا یارِ سیم اندام کو میں اے قلم
روشنائی میں ہو دودہ روغن اکسیر کا [آتشؔ]

نہ جاتا تھا اس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر [امیرؔ]

اشک خوں شرم گناہاں سے نکال
دیدہ تر روغن اکسیر کھینچ [راسخؔ]

لخلخہ: لخلخہ بھی دواؤں کی ایک شکل ہے، جس میں سیال یا جامد خوشبودار اور تیز بو والی دوا کو کسی چوڑے منھ کی شیشی میں رکھ کر مریض کو سونگھایا جاتا ہے، تا کہ اس کے اثرات دماغ، قلب و ریہ تک پہنچ سکیں۔ ترسیل معانی کی خاطر شعرا نے اس ترکیب کو بھی برتا ہے اور اسے لفظی و معنوی

اعتبار بخشتا ہے۔

نالے مجھ بلبل کے سن کر باغ میں غش ہوگیا
نکہتِ گل نے سنگھایا لخلخہ صیاد کو [صبا]

دھرے لخلخے خاص دیوان میں
ہوا ہوگئی عطر دالان میں [میرحسن]

جزءِ اعظم: جزءِ اعظم کی اصطلاح مرکبات میں اس دوا کے لیے استعمال کی جاتی ہے، جس کی مقدار ان میں سب سے زیادہ ہوتی ہے یا مرکب میں جس دوا کا اثر سب سے غالب ہوتا ہے۔ ریزۂ الماس ایک ایسی شے ہے، جو زخموں کو مزید ہرا کر دیتا ہے۔ شاعر نے اس کو مرہم کا جزء خاص بتا کر اپنے کرب کو بڑے ہی پر کیف انداز میں بیان کیا ہے۔

نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحت دل کا
کہ اس میں ریزۂ الماس جزء اعظم ہے [غالب]

مرکبات وعلم الصید لہ سے وابستہ الفاظ پر مشتمل اور بھی بے شمار اشعار ہیں، جو مختلف زاویوں سے قاری وسامع پر اپنی معنویت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی ذکاوتِ حس کی لذت کا سامان ہوتے ہیں۔ چند اور نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

زلال: شراب صاف مبارک زلال نوشوں کو
فقیر مست ہوں، میں مستحق ہوں تلچھٹ کا [صبا]

سرمہ: سرمۂ چشم عزیزاں نہ بنا لیں ہمیں چرخ
کیا بنا خاک غبار دل احباب اپنا [ذوق]

بتّی: وادیٔ ایمن ہے اک مدّت سے تاریک اے کلیم
رکھ چراغِ طور میں بتّی مرے ناسور کی [ناسخ]

فتیلہ: فتیلہ اس کا اس کی ناک میں دیتا ہوں میں مجنوں
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خواں کا [آتش]

شیرہ/تار: آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام
شیرہ کے تار کا ہے ریشہ نام [غالب]

گلقند آفتابی: گل یہ مرتے مرتے اس خورشید پر بھی غش ہوئی
اب تو گلقند آفتابی ہے دوائے عندلیب [ناسخ]

علم الادویہ کی مصطلحات پر مبنی مذکورہ مثالوں کے علاوہ اشعار کی ایک پوری کائنات ہے، جو شعراء کے کلام میں موجود ہے۔ یہاں محض ایک مخصوص دور کی شاعری سے کسب فیض کیا گیا ہے اور ان سے چند نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ طب وادب اسی طرح ایک دوسرے کے باہمی تعاون سے اپنی منزلیں طے کرتے رہیں۔

کتابیات

۱- پروفیسر حکیم الطاف احمد اعظمی، طب یونانی اور اردو زبان وادب، سینٹر فار ہسٹری آف میڈیسن اینڈ سائنس، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء
۲- حکیم سید ظل الرحمٰن، دلی اور طب یونانی، اردو اکادمی، دہلی، ۱۹۹۵ء
۳- نور الحسن نیر، نور اللغات، جلد اول، دوم، سوم وچہارم، قومی کونسل برائے فراغ زبان اردو، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء
۴- مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ، جلد اول، دوم وسوم، قومی کونسل برائے فراغ زبان اردو، نئی دہلی، طبع چہارم، ۱۹۸۸ء
۵- سید تصدق حسین: لغاتِ کشوری، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی [غیر مورخ]
۶- حکیم سید ظل الرحمٰن، منظوم طبّی رسائل، ابن سینا اکاڈمی، علی گڈھ، ۲۰۱۳ء
۷- حکیم سید صفی الدین علی، یونانی ادویہ مفردہ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۹۹ء
۸- حکیم نجم الغنی، خزائن الادویہ، ادارہ کتاب الشفاء، نئی دہلی [غیر مورخ]
۹- ڈاکٹر عبد اللطیف، توضیحات کلیاتِ ادویہ، ابن سینا اکاڈمی، علی گڑھ، ۲۰۰۴ء

●●●

تبصرہ

کتاب : اکسیرالقلوب[اردو ترجمہ مفرح القلوب]

مؤلف : محمد اکبر ارزانی

ضخامت : ۷۸۶ صفحات

اشاعت : ۲۰۱۰ء۔طبعِ اول ۱۸۷۰ء

قیمت : درج نہیں۔

ناشر : سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن
۶۱-۶۵ انسٹی ٹیوشنل ایریا، ڈی بلاک جنک پوری،
نئی دہلی-۱۱۰۰۵۸

مبصر : حکیم امان اللہ

مغلیہ عہد کے ابتدائی ادوار میں علمی حلقوں میں حسبِ روایت عربی زبان کا تسلط قایم رہا، لیکن ہندو ایران کے گہرے علمی، لسانی اور ثقافتی رشتوں کی بدولت فارسی زبان کا اثر بڑھنے لگا۔ دورِ مغلیہ، ہندوستان میں فارسی کا زریں عہد قرار دیا گیا ہے اور اس دور میں فارسی کی غیر معمولی ترقی کی بنا پر ہندوستان دنیائے فارسی کا سب سے اہم مرکز گردانا گیا۔

عہدِ عالمگیری سے تعلق رکھنے والے حکیم محمد اکبر ارزانی [وفات ۱۷۲۲ء] سے قبل یوں تو ہندوستان میں فارسی میں طب پر کتابیں لکھی جا چکی تھیں، لیکن طب کی تعلیمی زبان عربی تھی اور عربی کتابیں ہی نصاب میں شامل تھیں۔ ارزانی نے محسوس کیا کہ ہندوستان کے عام باشندے عربی سے نابلد ہیں اور طب کے طلبہ کو عربی کتابوں کے سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے اور بہت سے طلبہ اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے انھوں نے طب کے عربی سرمایے کو فارسی زبان میں منصوبہ بند طور پر منتقل کیا اور طبّی تدریس کا ایک جامع نصاب مرتب کیا۔ ارزانی کی اس بیش بہا خدمت سے نہ صرف فارسی طبّی ادب کو فروغ حاصل ہوا، بلکہ طب کی تعلیم و تدریس عوام الناس کے لیے آسان ہوئی اور طب یونانی مقبولیت کی نئی بلندیوں پر پہنچی۔

اکبر ارزانی کا شمار کثیر التصانیف اطباء میں ہوتا ہے۔ انہوں نے طب کے مختلف موضوعات پر کتابیں تالیف کی ہیں۔ اہم تالیفات میں طبِ اکبر [سن تالیف ۱۷۰۰ء]، سب سے مشہور ہے۔ دیگر تالیفات میں میزان الطب [سن تالیف ۱۷۰۰ء]، مفرح القلوب [سن تالیف ۱۷۱۱ء]، مجربات اکبری اور حدود الامراض اہم ہیں۔ قرابا دین قادری [سن تالیف ۱۷۱۸ء]، ان کی آخری کتاب ہے۔ بعض مؤرخین نے ان کی دو اور تالیفات علاج الصبیان اور طب ہندی کی نشان دہی کی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب 'اکسیر القلوب' دراصل مفرح القلوب کا اردو ترجمہ ہے، جس کا موضوع کلیاتِ طب ہے۔ فلسفہ وکلیات، یونانی طب کے امتیازات میں سے ہیں اور ابن سینا کی شہرۂ آفاق تصنیف القانون فی الطب اس کا ایک شاندار مظہر ہے، جس نے طبّی فکر اور فلسفے کی معنویت کو انتہائی

وقیع بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلیاتی مباحث کی تعبیر وتشریح جس قدر القانون اور اس کے متعلقات سے ہوتی ہے، اس قدر طب میں کسی اور تصنیف کے ذریعہ ممکن نہیں ۔ القانون کا ملخص 'قانونچہ' اپنی جامعیت اور حسن بیان کی وجہ سے کافی مشہور ہوا۔ یوں تو قانونچہ کی عربی وفارسی دونوں زبانوں میں متعدد شرحیں لکھی گئیں، مگر ان میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت اس کی فارسی شرح 'مفرح القلوب' کو حاصل ہوئی۔ مفرح القلوب کے مقدمے میں ارزانی نے اس کی وجہ تالیف اس انداز میں بیان کی ہے کہ طب اکبر اور حدود الامراض کی تالیف کے بعد کلیات طب کے موضوع پر ایک ایسی جامع تالیف کی ضرورت محسوس کی گئی، جس میں طب کے قوانین وقواعد دلنشیں انداز میں بیان کیے گئے ہوں۔ لہٰذا فارسی داں طبقہ کے لیے مفرح القلوب کے نام سے قانونچہ کے حصۂ کلیات کی فارسی شرح تالیف کی۔ اس کتاب کی طبّی دنیا میں خوب پذیرائی ہوئی اور یہ طب کے تعلیمی نصاب میں شامل رہی۔

مفرح القلوب پانچ مقالات پر مشتمل ہے۔ پہلے مقالے میں امور طبیعیہ، دوسرے مقالے میں تشریح اعضاء اور تیسرے مقالے میں اسباب اور علامات سے بحث کی گئی ہے۔ چوتھا مقالہ نبض وقارورہ کے بیان پر مشتمل ہے جب کہ پانچویں مقالے میں حفظ صحت اور اصول علاج کا تذکرہ ہے۔ ہر مقالہ کے ذیلی عنوانات کو متعدد فصول کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

انیسویں صدی کے نصف آخر میں محسنِ طب منشی نول کشور کے زیرِ اہتمام وسیع پیمانے پر طبّی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا، جس کے تحت نہ صرف عربی وفارسی زبانوں میں موجود طبّی سرمایہ کو زیورِ طبع سے آراستہ کیا گیا، بلکہ مشاہیر اطباء کی عربی وفارسی تصنیفات کے اردو ترجمے کا بھی اہتمام ہوا۔ اس عہد کے طبّی مترجمین میں حکیم محمد نور کریم دریابادی کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ مفرح القلوب کی علمی ونصابی اہمیت کے پیشِ نظر حکیم دریابادی نے اسے اردو قالب میں منتقل کیا۔

اردو ترجمہ اکسیر القلوب کے نام سے پہلی بار ۱۸۷۰ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوا اور اصل فارسی کتاب کی طرح مقبول عام ہوا۔ بعد میں اسی مطبع سے متعدد ایڈیشن بھی شائع ہوئے۔

طبِ یونانی کے اہم مصادر کے ترجمہ وتحقیق کے ساتھ مراجع کی کمیاب کتابوں کی اشاعت بھی سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن [سی سی آر یو ایم] کی ترجیحات میں شامل ہے اور اس میدان میں کونسل کی خدمات بہت نمایاں اور قابل قدر ہیں۔

اکسیر القلوب کی باز اشاعت کونسل کے وسیع تر اشاعتی منصوبہ کا ہی ایک حصہ ہے۔ کتابت وطباعت میں جدید تکنیکی سہولیات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ صحتِ متن کے ساتھ پیرا گراف اور سرخیوں کا خصوصی اہتمام ہے۔ جہاں کہیں عربی اقتباس یا سرُخی آئی ہے وہاں عربی خط ہی استعمال کیا گیا ہے، جس سے اصل عربی متن کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔ کاغذ معیاری، طباعت روشن اور ہارڈ باؤنڈ ہے۔

امید ہے یہ اشاعت وابستگانِ طب کے ذوق کی تسکین کا سامان ثابت ہوگی۔

●●●